ایمان و عمل

ایک دوست کے نام ایک خط

ایمان و عمل

از

پادری غلام مسیح

ناشرین

ایم۔ آئی۔ کے

۳۶ فیروز پور روڈ — لاہور

بار ———— ۱۷

تعداد ———— دو ہزار

قیمت ———— ۱۰ روپے

سنہ ۲۰۰۱ء

جملہ حقوق بحق ایم۔ آئی۔ کے، لاہور محفوظ ہیں۔

مینیجر ایم۔ آئی۔ کے ۳۶ فیروز پور روڈ، لاہور نے موسیٰ کاظم پرنٹرز، لاہور سے چھپوا کر
شائع کیا۔

ایک دوست کے
نام
ایک خط

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	خُدا کون ہے؟	۶
۲	اِنسان کون ہے؟	۱۱
۳	گناہ کیا ہے؟	۱۵
۴	انبیا اور فرشتوں پر ایمان۔	۱۶
۵	مُقدّس کتابیں۔	۲۰
۶	حضرتِ عیسیٰ کی پیدائش اور حالاتِ زندگی۔	۲۹
۷	حضرتِ عیسیٰ مسیح کون ہیں؟	۴۳
۸	مسیح کی زمینی زندگی کا مقصد۔	۴۸
۹	خُدا سے معافی پانا اور گناہ کی طاقت سے بچنا۔	۵۲
۱۰	تثلیث فی التوحید سے کیا مُراد ہے۔	۵۹
۱۱	کلیسیا کیا ہے؟	۶۱
۱۲	مذہبی فرائض اور ذمہ داریاں۔	۶۴
۱۳	عیسائیت کی اخلاقی تعلیم۔	۶۹
۱۴	آئندہ واقعات کے بارے میں ایمان۔	۷۲
۱۵	نتیجہ۔	۷۹

میرے عزیز دوست!

آداب۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ جسمانی اور رُوحانی طور پر تندرست اور خیریت سے ہوں گے۔ مَیں باری تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ آپ کے دِل میں سچّائی اور صراطِ مستقیم کو جاننے کی حقیقی خواہش پیدا ہوئی ہے۔ گذشتہ دِنوں میں آپ نے اکثر اوقات اپنے عیسائی (مسیحی) دوستوں کے دین اور ایمان کو جاننے کی خواہش ظاہر کی مگر میں وقت کی کمی کی وجہ سے آپ کی خواہش کی تکمیل نہ کر سکا۔ اب مجھے کچھ فرصت ہے، لہٰذا مَیں نے مناسب جانا کہ آپ کو اپنے مسیحی ایمان اور مذہبی فرائض اور رسومات کے بارے میں تفصیل سے لکھوں۔

یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ اِس وقت دنیا میں کروڑہا لوگ ہیں جو اپنے آپ کو مسیحی کہتے ہیں۔ اُن میں سے کچھ تو حقیقی طور پر حضرت عیسیٰ مسیح کے پیروکار ہیں اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کچھ برائے نام ہی مسیحی ہیں۔ ہم مسیحی بھی باقی مذاہب کی طرح مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں اور ہمارے بھی آپس میں تعلیم اور طریقِ عبادت کے بارے میں کچھ اختلاف ہیں۔ چنانچہ میرے لئے یہ مشکل ہے کہ میں اِس خط میں اُن تمام فرقوں کی تعلیم اور ایمان کے بارے میں بیان کروں۔ تاہم، جو کچھ میں اِس خط میں مسیحی ایمان و عمل کے بارے میں بیان کروں گا، دُنیا کے بیشتر مسیحی اُس سے اتفاق کریں گے۔ میری دِلی دُعا ہے کہ جب آپ اِس خط میں مسیحی دین کی تفصیلات پڑھیں تو آپ خدا کے اور بھی زیادہ نزدیک ہو جائیں، اُسے بہتر طور پر جانیں، اُسے اور زیادہ پیار کریں

اور اُس کی اور بھی زیادہ فرمانبرداری کریں۔ اب میں آپ کے سوالات کا جواب ترتیب وار بیان کرتا ہوں۔

خُدا کَون ہَے؟

میرے پیارے دوست! مجھے یقین ہے کہ اِس سوال سے آپ کا مُدّعا یہ ہے کہ خُدا کے بارے میں مسیحی کیا ایمان رکھتے ہیں؟ ہر مذہب میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ اُس کا خدا کے بارے میں کیا نظریہ ہے۔ مَیں جانتا ہُوں کہ کچھ متعصب لوگوں نے آپ کو یہ بتایا ہوگا کہ مسیحی تین خُداؤں پر ایمان رکھتے ہیں اور بعض نے یہ بھی بتایا ہوگا کہ ہم مسیحی صلیب اور بتوں کی پُوجا کرتے ہیں ۔ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ بیانات غلط ہیں اور اِن میں کوئی صداقت نہیں۔ ہم مسیحی خدائے واحد پر ایمان رکھتے ہیں اور اگر کوئی کسی بھی وقت تین خداؤں پر ایمان رکھتا تھا تو وہ سخت غلطی پر تھا۔ جب کسی شخص نے حضرت عیسیٰ مسیح (مسیحی اُنہیں عام طور پر خُداوند یسُوع مسیح کہتے ہیں) سے سوال کیا کہ "سب حکموں میں اوّل کونسا ہے"؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ "خُداوند ہمارا خدا ایک ہی خُداوند ہے اور تو خُداوند اپنے خُدا سے اپنے سارے دِل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبّت رکھ۔" (انجیلِ مُقدّس مرقس ۱۲: ۲۹-۳۰)۔ گذشتہ زمانوں میں بھی خُدا کے تمام نبیوں نے خدا کو واحد ہی بیان کیا اور بتُوں کی پرستش اور بتوں کے پرستاروں کی مذمّت کی۔

مسیحی اِس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ نہ تو خُدا کی ابتدا ہے اور نہ انتہا ہوگی، کیونکہ وہ ازلی و ابدی ہے۔ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ خُدا قادرِ مطلق ہے اور

علمِ کُل رکھتا ہے۔ وہ دیکھی اور اندیکھی تمام چیزوں کا خالق ہے۔ اُس نے سب کچھ اپنے کلام کے وسیلہ سے پیدا کیا ہے۔ اگر کوئی آسمان کی طرف نگاہ کرے اور سُورج، چاند اور اُن بے شمار ستاروں کو دیکھے اور دنیا کے عجائبات اور اُن کی بہتات کو سمجھنا شروع کر دے تو وہ یقیناً داؤد نبی کی طرح بے ساختہ پکار اُٹھے گا "آسمان خدا کا جلال ظاہر کرتا ہے اور فضا اس کی دستکاری دکھاتی ہے" (زبُور شریف ۱۹: ۱)۔ خدا کا علم کتنا عمیق اور اس کی قدرت کتنی عظیم ہے کہ وہ آسمان میں عظیم سورج کو قائم رکھتا ہے اور زمین پر ننھے ننھے پھُولوں اور کیڑے مکوڑوں کو زندگی بخشتا ہے! خُدا قادرِ مطلق ہے اور جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ اِس جہان کی تخلیق میں خدا کا ایک مقصد ہے اور کوئی بھی طاقت اُسے اِس مقصد کو پُورا کرنے سے نہیں روک سکتی۔

ہم نہ صرف یہ ایمان رکھتے ہیں کہ وہ عظیم ترین ہے بلکہ یہ بھی کہ وہ عادل اور سراسر پاک ہے۔ پرانے زمانہ میں یونانی اور رومی جو کہ دیوی اور دیوتاؤں کی پرستش کرتے تھے، وہ اِس بات کے قائل تھے کہ اُن کے دیوی دیوتا انسانوں کے مشابہ ہیں اور وہ جھُوٹ بولتے ہیں، چراتے، قتل کرتے، زنا کرتے اور دیگر بُرائیوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اِس کے برعکس مسیحیوں کی کتاب یعنی بائبل مُقدّس میں خدا کی مکمل پاکیزگی کے بارے میں بہت کچھ بیان کیا گیا ہے۔ خدا کے ایک برگزیدہ خادم یعنی یوحنا رسُول نے رویا میں چند آسمانی مخلوق دیکھے۔ وہ خُدا کے حضُور کھڑے اُس کی حمد و تعریف یوں کر رہے تھے "قدُوس قدُوس قدُوس۔ خُداوند خُدا قادرِ مطلق" (انجیلِ مُقدّس مکاشفہ ۴: ۸)۔ گو خُدا قادرِ مطلق ہے تو بھی وہ اپنی پاک سرشت کے برعکس کچھ نہیں کر سکتا۔ مثلاً وہ جھوٹ نہیں بول سکتا اور نہ ہی بے انصاف ہو سکتا ہے۔

بے شک خُدا ہماری طرح صاحبِ جسم نہیں ہے اور نہ ہی وہ وقت کا پابند ہے یا کسی خاص جگہ مقیّد رہتا ہے بلکہ وہ ہر وقت ہر جگہ حاضر ہے۔ بعض اوقات ہم خُدا کے ہاتھ، آنکھ یا دل کا ذکر کرتے ہیں لیکن ہم اِن جسمانی اعضا کو رُوحانی مطلب بیان کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ گو خُدا پُرجلال اور نہایت سربلند ہے تو بھی ہم ایمان رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے قریب رہتا ہے۔ اِسی لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے، اپنے ہاتھوں سے سنبھالتا ہے اور ہمیں اپنے دِل سے پیار کرتا ہے۔

گو ہمارے نزدیک خدا کی تمام صفات بڑی اہم ہیں، لیکن ہم مسیحی خاص طور پر اِس بات کے لئے ممنون ہیں کہ جس خدا کی ہم پرستش کرتے ہیں، وُہ خدائے محبّت ہے۔ چنانچہ خُدا کی اِس اہم ترین صفت کے متعلق انجیل مُقدّس میں یوں مرقوم ہے "خدا محبّت ہے" (انجیلِ مُقدّس، ا۔ یوحنا ۴: ۸)۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے تمام اقوال و افعال محبّت کے تابع ہیں۔ خُدا آدمیوں کے سامنے اپنی محبّت کا اظہار، نہ صرف بارش برسانے، سُورج چمکانے اور انہیں خوراک، پانی، کپڑا اور اُن کی تمام ضروریات پوری کرنے سے کرتا ہے، بلکہ اِس سے بھی اپنی محبّت کا اظہار کیا کہ اس نے اپنے نبیوں کو ہمارے پاس بھیجا، تاکہ وہ ہمیں خدا کے بارے میں واضح طور پر بتائیں۔ خدا اپنی تمام مخلوقات سے محبّت رکھتا ہے اور اُن کی بھلائی کے لئے کوشاں ہے۔ داؤد نبی نے خُدا کی پروردگاری کو بڑے خوبصورت الفاظ میں یوں بیان کیا ہے۔

"خُداوند میرا چوپان ہے۔ مجھے کمی نہ ہوگی۔
وُہ مجھے ہری ہری چراگاہوں میں بٹھاتا ہے۔
وُہ مجھے راحت کے چشموں کے پاس لے جاتا ہے۔

وہ میری جان کو بحال کرتا ہے۔
وہ مجھے اپنے نام کی خاطر صداقت کی راہوں پر لے چلتا ہے"۔
(زبُور شریف ۲۳: ۱-۳)۔

یہ تو صاف ظاہر ہے کہ خُدا اُنہیں پیار کرتا ہے جو کہ اُسے پیار کرتے اور اُس کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ لیکن کیا وہ انہیں بھی پیار کرتا ہے جو اُس کا حکم نہیں مانتے ہیں؟ چونکہ خدا پاک ہے اِس لئے وہ تمام اچھی چیزوں سے محبّت رکھتا ہے اور ہر قسم کی بدی سے نفرت کرتا ہے۔ اور جب اِنسان بدی کرتا ہے تو وہ اُس کے ساتھ ناراض ہو جاتا ہے، جیسے کہ داؤد نبی نے فرمایا "تجھے سب بدکرداروں سے نفرت ہے" (زبُور شریف ۵: ۵)۔ خدا اپنی نفرت کا اظہار ان لوگوں کو سزا دینے میں کرتا ہے جو کہ بدکرداری میں مشغول رہنے اور اُس کا حکم ماننے سے اِنکار کرتے ہیں۔ بائبل مُقدس میں بیان ہے کہ کس طرح خدا نے ایسے اشخاص کو بلکہ قوموں کو تباہ کر دیا، جنہوں نے توبہ کرنے اور اپنے بُرے کاموں کو چھوڑنے سے اِنکار کیا۔

تو بھی میں ایک نہایت عجیب و غریب صداقت آپ پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ گو خدا بدکرداروں سے نفرت کرتا ہے تو بھی وہ اُن کو اُن کے گناہوں سے بچانا چاہتا ہے۔ وہ انہیں اِس طرح پیار کرتا ہے جس طرح کہ ایک مہربان باپ اپنے نافرمان بیٹے کو پیار کرتا ہے۔ ایک گنہگار اِنسان کیلئے خدا کی یہ عجیب وغریب محبّت ایک تمثیل سے صاف ظاہر ہے جو کہ حضرت عیسیٰ مسیح نے بیان فرمائی۔ انہوں نے کہا کہ ایک بیٹے نے اپنے باپ سے جائیداد کو تقسیم کرنے کے لئے کہا اور اپنا حصّہ لے کر دوسرے ملک کو چلا گیا اور اپنا حصّہ بُرے کاموں میں اڑا دیا۔ لیکن جب وہ بالکل مفلوک الحال ہو گیا اور فاقوں مرنے

لگا تو اُس نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنے باپ کے پاس لوٹے گا اور اپنے گناہ کی معافی مانگ لے گا۔ جونہی اُس کے باپ نے اُسے دُور سے آتے دیکھا تو وہ دوڑ کر گیا۔ اُسے گلے لگایا، پیار کیا اور اُس کی واپسی کی خوشی میں بڑی شاندار ضیافت کی۔ باپ نے اُس بیٹے کو جو بدکردار تھا، معاف کر دیا کیونکہ وہ اُسے پیار کرتا تھا۔ خدا بھی اُن لوگوں سے جو اُس کے خلاف گناہ کرتے ہیں اسی طرح پیار کرتا ہے (انجیلِ مُقدس، لوقا ۱۵ : ۱۱-۲۴)۔ میرے دوست یہ ہم گنہگاروں کے لئے کتنی عظیم خوشخبری ہے کہ خدا ہمیں پیار کرتا ہے اور معاف کرنا چاہتا ہے بشرطیکہ ہم توبہ کریں اور اُس کے پاس واپس آجائیں!

بائبل مُقدّس میں خدا کے بہت سے ناموں کا ذکر پایا جاتا ہے۔ مثلاً قادرِ مطلق، خُداوند، یہوؔاہ، ازلی وابدی، زندہ، پاک، قدوس، بادشاہ، مُنصف، خالق، نجات دہندہ اور اپنے لوگوں کا چوپان وغیرہ۔ لیکن ہم مسیحی اُسے "آسمانی باپ" کہہ کر پکارنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ جب کبھی حضرت عیسیٰ مسیح نے خدا کو مخاطب کیا تو وہ عموماً اُسے "میرا باپ" کہا کرتے تھے۔ اُنہوں نے اپنے شاگردوں کو دُعا مانگنا سکھاتے وقت فرمایا کہ وہ یوں دعا مانگیں "اَے ہمارے باپ تُو جو آسمان پر ہے۔ تیرا نام پاک مانا جائے۔ . ." (انجیلِ مقدّس، متی ۶ : ۹)۔ کیا کسی کو اس سے بڑی عزت نصیب ہو سکتی ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کا رُوحانی فرزند ٹھہرے اور باری تعالےٰ اُسے پیار کرنے والا باپ؟ خدا یہ عظیم حق اُن سب کو بخشتا ہے جو حضرت عیسیٰ مسیح پر ایمان لاتے ہیں۔

اِس موقع پر شاید آپ یہ دریافت کرنا چاہیں گے کہ مسیحیوں کا "پاک تثلیث" سے کیا مطلب ہے؟ اگر آپ مہربانی سے کچھ انتظار کریں تو میں اِس اہم بات کو بعد میں بیان کروں گا۔

اِنسان کون ہے؟

مَیں نے اُوپر مسیحیوں کے تصورِ خُدا کو مختصراً بیان کیا ہے۔ اب مَیں یہ بیان کروں گا کہ انسان کی فطرت کے بارے میں ہمارے خیالات کیا ہیں۔ انسان کی حقیقت کو جاننا بھی اُتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ خُدا کے متعلق صحیح علم۔ انسان کی اصل حالت کے متعلق علم ہمیں زیادہ تر بائبل مُقدّس سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

بائبل مُقدّس کے پہلے صفحات پر توریت شریف کی پہلی کتاب بنام (پیدائش، ابواب ۱، ۲) میں مرقوم ہے کہ خُدا نے آسمان و زمین اور پودوں اور جانوروں کو پیدا کرنے کے بعد انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ خُدا کی صورت پر اُس کو پیدا کیا۔ نر و ناری اُن کو پیدا کیا" (توریت شریف، پیدائش ۱ : ۲۷)۔ لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ خُدا کا جسم ہے اور اُس نے اپنی جسمانی صورت پر انسان کو بنایا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُس نے اپنی روحانی صورت پر انسان کو خلق کیا۔ خدا نے انسان کو ذہن بخشا تاکہ وہ سوچ سکے، دل دیا تاکہ محبّت رکھ سکے، ضمیر بخشا تاکہ نیک و بد میں امتیاز کر سکے، قوتِ ارادی دی تاکہ وہ ایسے کام کرے جو درست ہوں، زبان دی تاکہ گفتگو کر سکے اور روح دی جس کے وسیلے سے وہ خدا کا روحانی فرزند بن گیا۔ چونکہ وہ یوں خدا کی صورت پر ہوا، اِس لئے اِنسان اِس قابل بنا کہ وہ خدا کو جانے اور اُس کے ساتھ رفاقت رکھے۔ لہٰذا وہ حیوانات سے کہیں اعلیٰ درجے کا تھا، بلکہ وہ اشرف المخلوقات ٹھہرا۔

اِنسان خدا تو نہیں تھا، جیسے کہ بعض نے کہا ہے۔ لیکن وہ خُدا کے بہت نزدیک تھا، اور وہ پاک تھا کیونکہ اُس وقت اُس میں بدی نہ تھی۔ وہ ایک

مشین کی مانند نہیں تھا، بلکہ خُدا نے اُسے قوتِ ارادی بخشی تھی۔ اِس قابل بنایا تھا کہ وہ اپنی پسند کی چیزیں چُننے۔ خُدا نے اُسے بالکل آزاد پَیدا کیا تاکہ وہ اپنی آزاد مرضی سے اپنے خالق کی اطاعت و خدمت کرے اور اُس سے محبّت رکھے۔ خدا کی یہ خواہش تھی کہ جن انسانوں کو اُس نے زمین پر رکھا ہے وہ اُس کے حقیقی فرزند ہوں اور اُسے باپ سمجھ کر پیار کریں۔ نیز اُس کی یہ تمنا تھی کہ اِنسان ایک دوسرے سے بھائیوں کی سی محبّت رکھیں اور خوشی سے خدا کی خدمت کریں۔ آج کل اِنسان مختلف نسلوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ اُن کے ناک نقش، رنگ اور زبان مختلف ہیں۔ لیکن اُن سب کا خون ایک ہی ہے اور وہ سب ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور خدا جس نے اُنہیں پَیدا کیا ان سب سے محبّت رکھتا ہَے۔

لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ خدا کی یہ خواہش پوری نہ ہوئی۔ بجائے اِس کے کہ انسان اپنی آزاد مرضی سے خدا کی اطاعت و خدمت کرتا، اُس نے اِسے خُدا کے خلاف اِستعمال کیا، جیسا کہ پیدائش کی کتاب کے دوسرے اور تیسرے باب میں مرقوم ہَے۔ خدا نے ہمارے پہلے والدین آدمؔ و حوّا کو کہا تھا کہ نیک و بد کی پہچان کے درخت کے پھل کو جو باغِ عدؔن کے درمیان ہے ہرگز نہ کھائیں۔ اور اگر وہ اُس کی نافرمانی کریں گے اور اُس پھل کو کھالیں گے تو وہُ یقیناً مر جائیں گے۔ پھر شیطان سانپ کی صورت میں باغِ عدؔن میں داخل ہوا اور حوّا کو بہکایا کہ وہ پھل کھالے۔ اُس نے وہ پھل خود کھایا اور آدمؔ کو بھی دیا۔ اُس نے بھی کھالیا۔ یہ ہمارے پہلے والدین کی بھول چُوک یا غیر دانستہ غلطی نہیں تھی، بلکہ یہ جانتے بوجھتے ہوئے اپنے خدا اور مالک کے خلاف بغاوت تھی۔ دوسرے لفظوں میں وہ خود خدا بننا چاہتے تھے۔ وہ خدا کی

مرضی کے تابع نہیں رہنا چاہتے تھے، بلکہ وہ اپنی مرضی کے مطابق ہر کام کرنا چاہتے تھے۔ اِس کا نتیجہ کیا ہوا؟ خدا نے انہیں سخت لعنت ملامت کی اور باغِ عدؔن سے باہر نکال دیا۔

لیکن اس سے بھی زیادہ بُرا یہ ہوا کہ آدمؔ و حوّا کا خُدا کے ساتھ وہ تعلق نہ رہا جو پہلے تھا بلکہ ان میں ایک زبردست تبدیلی آگئی۔ پہلے وہ پاک تھے لیکن اب وہ ناپاک بن گئے تھے۔ خدا کی حکم عدولی کرنے سے پہلے وہ خدا کی مرضی پر چلنے کے قابل تھے۔ لیکن اب وہ جانتے تو تھے کہ درست کیا ہَے، مگر اس پر عمل کرنے کی اُن میں قابلیت نہ تھی۔ اب انہوں نے راستی سے نفرت اور بدی سے پیار کرنا شروع کر دیا۔ بائبل مُقدّس میں خُدا کے خلاف اِس بغاوت کو گناہ کہا گیا ہے اور اِس کا نتیجہ موت ہے۔

اِس سے پہلے گناہ کا بیان ہمارے لئے بہت اہم ہَے کیونکہ اِس کی بنا پر ہم اِنسان کی حالت کو سمجھ سکتے ہیں۔ بنی نوعِ اِنسان پر اس گناہِ اوّلین کا بُرا اثر یہ ہوا کہ آدمؔ اور حوّا ویسے پاک نہ رہے جیسے وہ تخلیق کے وقت تھے۔ یہ جاننے کے لئے ہمیں دوسروں کا مشاہدہ کرنے کی ضرورت نہیں ہَے۔ اگر ہم فقط اپنے دل کی حالت ہی کو دیکھ لیں تو اِس بات کی تصدیق ہو جائے گی۔ کیا ہم اکثر وُہ کام نہیں کرتے جو ہم جانتے ہیں کہ غلط ہَے؟ ہم جانتے ہیں کہ محبّت نفرت سے بہتر ہے، مگر پھر بھی اکثر دوسروں سے نفرت کرتے ہیں! ہم ایسا کیوں کرتے ہیں؟ کیونکہ ہمیں اپنے پہلے والدین کی گناہ آلود فطرت ورثہ میں ملی ہَے۔ ہم بھی، نہ تو خدا کی اطاعت کرنا چاہتے ہیں اور نہ ہی اِس قابل ہیں۔

جب بچہ پَیدا ہوتا ہے تو وہ معصوم اور پاک نظر تو آتا ہَے مگر جلد ہی اس میں بدی کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ چنانچہ داؤد نبی نے اپنے متعلق

کہا "دیکھ! مَیں نے بدی میں صورت پکڑی۔ اور مَیں گناہ کی حالت میں ماں کے پیٹ میں پڑا" (زبور شریف ۵۱ : ۵)۔ لہٰذا ہمیں یہ ماننا پڑتا ہے کہ اِنسان گنہگار ہے۔ یہ خُدا کے الفاظ کے عین مطابق ہے کہ "دِل سب چیزوں سے زیادہ حیلہ باز اور لاعلاج ہے۔ اُس کو کون دریافت کر سکتا ہے؟ (بائبل مُقدّس یرمیاہ ۱۷ : ۹)۔ اِس ضمن میں حضرت عیسیٰ مسیح نے بھی فرمایا کہ "اندر سے یعنی آدمی کے دل سے بُرے خیال نکلتے ہیں۔ حرامکاریاں، چوریاں، خونریزیاں، زناکاریاں، لالچ، بدیاں، مکر، شہوت پرستی، بدنظری، بدگوئی، شیخی، بیوقوفی۔ یہ سب بُری باتیں اندر سے نکل کر آدمی کو ناپاک کرتی ہیں" (انجیلِ مقدّس، مرقس ۷ : ۲۱-۲۳)۔ اور خدا جو تمام بنی نوعِ انسان کے دل کی حالت کو جانتا ہے، اس نے کہا "کوئی راستباز نہیں۔ ایک بھی نہیں" (انجیلِ مُقدّس، رومیوں ۳ : ۱۰)۔ تو بھی ایک ایسی ہستی ہے جو اِس سے مستثنےٰ ہے۔ اس کے متعلق میں بعد میں ذکر کروں گا۔

لہٰذا اِنسان کی حالت کس قدر خطرناک ہے! اُس نے اپنی نافرمانی کے باعث خُدا کے ساتھ اپنا رُوحانی تعلق ختم کر لیا اور اب اُس کی حالت بیابان میں بھٹکی ہوئی بھیڑ کی مانند ہے (بائبل مُقدّس، یسعیاہ ۵۳ : ۶)۔ اب وہ خدا کا منظورِ نظر نہیں رہا، بلکہ اب وہ اس کا دشمن اور شیطان اور گناہ کا غلام بن گیا ہے (انجیلِ مُقدّس، رومیوں ۶ : ۱۷)۔ اب وہ اِس قابل ہی نہیں ہے کہ خُدا کے پاک راستے پر چلے۔ وہ گناہ کے سبب سے مُردہ ہے (انجیلِ مُقدّس افسیوں ۲ : ۱)۔ بالکل ویسے ہی جیسے کہ خدا نے آدم کو بتایا تھا کہ گناہ کا نتیجہ موت ہے یعنی رُوحانی اور جسمانی موت۔

گُناہ کیا ہے؟

اِس موقع پر، میرے دوست، یہ بیان کرنا مناسب ہوگا کہ گناہ کیا ہے محض غلط کام کرنا ہی گناہ نہیں ہے، مثلاً چوری، قتل، زنا اور شراب پینا وغیرہ بلکہ بنیادی طور پر خدا سے دوری اور اس کی پاک مرضی کے برعکس کام کرنا گناہ ہے۔ نہ صرف بُرے کام ہی گناہ ہیں بلکہ تکبّر، حسد، نفرت اور لالچ بھی گناہ ہیں۔ حضرت عیسیٰ مسیح نے فرمایا کہ خدا کے دو بڑے حکم یہ ہیں کہ اپنے پُورے دِل سے خدا سے محبّت رکھو اور اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبّت رکھو (انجیلِ مُقدّس، مرقس ۱۲ : ۲۹-۳۳)۔ چونکہ خدا کے یہ سب سے بڑے حکم ہیں، اِس لئے خدا سے پُورے طور سے محبّت نہ رکھنا اور اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبّت نہ رکھنا سب سے سنگین گناہ ہوئے۔ کیا کوئی ایسا انسان ہے جو ان دو احکام پر پُوری طرح عمل کرتا ہے؟ نہیں، ہر شخص قصوروار ہے، ماسوائے ایک بے گناہ ہستی یعنی حضرت عیسیٰ مسیح کے۔ انہوں نے ہی کامل زِندگی بسر کی اور یہی کچھ خدا ہم سے طلب کرتا ہے کہ ہم بھی ویسی ہی زندگی بسر کریں۔ اُس کا حکم یہ ہے کہ "تم کامل ہو جیسا تمہارا آسمانی باپ کامل ہے" (انجیلِ مُقدّس، متی ۵ : ۴۸)۔

لیکن ہم، جن کے دل بدی سے بھرے ہوئے ہیں، خُدا کے حکم کے مطابق کامل کیسے بن سکتے ہیں؟ ایک شخص جو کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو، اُسے اُصولِ صحت پر عمل کرنے کی نصیحت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اُسے فقط ایک ڈاکٹر کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ اُس کا علاج کرنے کے قابل ہو۔ بالکل ویسے ہی ایک شخص کو جو گناہ کی سخت بیماری میں مبتلا ہے، اُسے شریعت اور اچھے اخلاقی احکام کی کہ "یہ کرو، وہ نہ کرو" کی ضرورت نہیں، بلکہ اُسے ایک رُوحانی

طبیب کی ضرورت ہے جو کہ اُس میں نیا دل اور نئی سمجھ اور نئی چاہت پیدا کر سکے اور اُسے ایسی قوت بخشے کہ وہ خدا کی مرضی پر چل سکے۔ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ ہر جگہ آدمیوں کو ایک ایسی ہستی کی ضرورت ہے جو انہیں گناہ سے بچانے اور خدا کے فرزند بنانے کے قابل ہو۔ میں بعد میں اِس بات کا ذکر کروں گا کہ کس طرح خدا نے اپنی بڑی رحمت میں دنیا کے لئے ایک ایسا نجات دہندہ بخشا۔

انبیاء اور فرشتوں پر ایمان

اب میں آپ کے اِس سوال کا کہ "کیا مسیحی انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں" جواب دوں گا۔ ہاں، ہم مسیحی اِس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ خدا نے انبیاء کو بھیجا تا کہ وہ اُس کا کلام آدمیوں کو سنائیں۔ بیشتر لوگ اپنے گناہوں کے باعث خدا کی آواز سننا نہیں چاہتے تھے یا پھر اپنے رُوحانی بہرے پن کے باعث وہ اِس قابل ہی نہیں تھے۔ تو بھی کچھ آدمی اور عورتیں ایسی تھیں، جنہوں نے توبہ کی اور خدا نے انہیں معاف کر دیا۔ خدا اُن سے ہمکلام ہوا۔ اس نے انہیں اپنا پیغام دے کر لوگوں کے پاس بھیجا۔ اِس طرح یہ لوگ خُدا کے نبی بنے۔

انبیاء کے بارے میں ہمارا علم بائبل مُقدّس پر مبنی ہے۔ اُس میں متعدد انبیاء کے حالاتِ زندگی، اُن کا کلام اور تحریرات مندرج ہیں۔ اُنہیں خُدا نے اپنا پیامبر بنا کر آدمیوں کے پاس بھیجا تھا۔ میں چند نبیوں کے نام، جن کا ذکر کتابِ مُقدّس میں آیا ہے درج کرتا ہوں۔ مثلاً حضرت ابراہیم، موسےٰ، ہارون (موسیٰ کا بھائی) مریم (موسےٰ کی بہن)، ناتن، سموئیل، داؤد، الیشع، یسعیاہ، ایلیاہ، یرمیاہ، یُوناہ، یوایل، دانی ایل، اور یوحنا اصطباغی (دیکھئے) وغیرہ۔ یوحنا یسوع مسیح کی آمد سے پہلے آخری نبی تھے۔ حضرت ابراہیم جو کہ

خدا کے دوست کہلاتے ہیں اور ایمانداروں کے باپ ہیں انہیں خُدا نے چُنا تا کہ بہت سی قوموں کے باپ ہوں۔ خدا نے انہیں بڑھاپے میں اُن کی بیوی سارہ سے ایک بیٹا بخشا جن کا نام اضحاق تھا۔ ابراہیم نے خدا کے حکم کی پیروی کی، یہاں تک کہ وہ خدا کی فرمائش پر اضحاق کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے، لیکن خدا تعالےٰ نے اضحاق کی جگہ ایک مینڈھا مہیا کر دیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم سے وعدہ کیا کہ وہ اضحاق کی نسل سے دنیا کو نجات اور برکت دے گا، اور یہ وعدہ حضرت عیسیٰ مسیح میں جو حضرت اضحاق کی نسل سے ہیں پُورا ہوا۔ ہم مسیحی حضرت ابراہیم کی بڑی عزت کرتے ہیں۔ ہم حضرت عیسیٰ مسیح کو انبیاء میں شمار نہیں کرتے کیونکہ وہ نبی سے بہت بڑے ہیں۔ وہ خُدا کا زندہ کلام ہیں۔ اِس مسئلہ پر ہم بعد میں غور کریں گے۔ حضرت عیسیٰ مسیح کے بعد کچھ اور نبی بھی آئے۔ مثلاً یوحنا، پطرس اور پولس وغیرہ۔ وہ خُدا کا کلام پھیلاتے تھے اور لوگوں کو تلقین کرتے تھے کہ وہ حضرت یسوع مسیح پر ایمان لائیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ وہ آخری نبی تھے۔ تو بھی کوئی شخص بھی جو کہ لوگوں تک خدا کا سچا کلام پہنچائے ایک طرح سے نبی کہلا سکتا ہے۔

چونکہ مسیحیوں کا انبیاء پر ایمان دوسرے مذاہب سے قدرے مختلف ہے اِس لئے میں نبیوں کے متعلق چند ایک صداقتوں کو صفائی سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔

۱۔ ہمیں بیشتر نبیوں کے نام معلوم نہیں ہیں اور نہ ہی اُن کی تعداد معلوم ہے۔

۲۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے تمام انبیاء حضرت ابراہیم اور اُس کے بیٹے اضحاق کی نسل سے تھے۔

۳- خُدا نے انبیاء کو تقریباً دو ہزار سال کے عرصہ کے دوران بھیجا۔

۴- خُدا تعالےٰ نے انبیاء کو عموماً بنی اسرائیل کے پاس بھیجا، کیونکہ اُس نے اُنہیں چُنا تھا تاکہ اُن کے وسیلہ سے اپنے آپ کو تمام دنیا پر ظاہر کرے۔

۵- انبیاء بے گناہ نہیں تھے بلکہ وہ ایسے ایماندار تھے جن کے گناہ معاف ہو چکے تھے۔

۶- انبیاء مختلف طبقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ کچھ امیر تھے اور کچھ غریب، کچھ عالم تھے اور کچھ کم علم، کچھ جوان تھے اور کچھ بوڑھے۔

۷- کچھ انبیاء نے مثلاً ایلیاہ اور یحییٰ نبی نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی۔ جبکہ کچھ انبیاء نے، مثلاً موسےٰ، داؤد، یسعیاہ، یوحنا اور پولُس نے خُدا کے پیغام کو آئندہ نسلوں کی ہدایت کے لئے کتابی صورت میں لکھا۔

۸- اِن انبیاء کو خُدا کا کلام مختلف صورتوں سے پہنچا۔ بعض نے خدا کی آواز کو سنا، بعض کو فرشتوں نے پیغام دیا۔ کچھ انبیاء نے رویا اور خواب دیکھے اور اِس میں شک نہیں کہ ایسے بھی تھے جن کے دل میں خدا تعالےٰ نے اپنا پیغام ڈالا۔ تاہم سب کو اِس بات کا یقین تھا کہ خدا نے انہیں یہ پیغام دیا ہے۔ اِسی لئے وہ بڑے یقین اور دلیری کے ساتھ کہہ سکتے تھے کہ "خداوند یوں فرماتا ہے"۔

۹- بعض نبیوں کو معجزے دکھانے کی قدرت ملی تھی جو کہ انکے پیغام کی صداقت کو ظاہر کرتی تھی، مثلاً موسےٰ، الیشع، پطرس۔ اور بعض کو یہ قدرت نہیں ملی تھی مثلاً یحییٰ نبی وغیرہ۔

حضرت عیسیٰ مسیح سے پہلے جتنے نبی آئے، اُنہوں نے لوگوں کو خُدا کے بارے میں بتایا کہ وہ کون ہے اور اُن سے کن باتوں کی توقع رکھتا ہے۔ انہوں

نے اُن کو آگاہ کیا کہ اگر وہ خُدا کی حکم عدولی کریں تو خدا کا غضب ان پر بھڑکے گا۔ انہوں نے یہ بھی یقین دلایا کہ اگر انسان اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور خدا کی طرف پھریں تو اُن کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور وہ برکت پائیں گے۔

خدا نے بنی اسرائیل کو حضرت موسےٰ کی معرفت شریعت دی۔ صرف موسےٰ ہی ایک ایسے نبی تھے جنہوں نے شریعت دی۔ مابعد کے نبیوں نے لوگوں کو اِس بات کی تلقین کی وہ موسےٰ کی دی ہوئی شریعت پر عمل کریں۔ لیکن چونکہ انسان گنہگار ہے اِس لئے وہ کامل طور پر خدا کی شریعت پر عمل نہ کر سکا۔ چنانچہ شریعت انہیں بچا نہ سکی۔ بلکہ ایک آئینہ کی طرح اُس نے اُنہیں محض یہ دکھایا کہ وہ کتنے گنہگار ہیں اور انہیں ایک نجات دہندہ کی کس قدر ضرورت ہے۔

انبیاء نے لوگوں کو ایک نہایت اہم بات یہ بتائی کہ جس نجات دہندہ کی اُنہیں ضرورت ہے، خدا اُسے اُن کے پاس بھیجنے والا ہے۔ جب میں آپ کے سامنے حضرت عیسیٰ مسیح کا ذکر کروں گا تو اس وقت اِن پیشین گوئیوں کے بارے میں بیان کروں گا جو کہ پُرانے نبیوں نے اُنکی بابت کی تھیں۔

بائبل مُقدس میں ایسے متعدد حوالجات پائے جاتے ہیں، جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا نے انسان کے علاوہ کچھ اور ہستیوں کو پیدا کیا ہے جنہیں عموماً فرشتے کہا جاتا ہے وہ روحانی ہستیاں ہیں۔ وہ خدا کے پیغام بردار ہیں اور عموماً انبیاء اور دیگر ایمانداروں کے پاس وہی خدا کا پیغام لاتے رہے ہیں۔ فرشتے اِنسانی رُوپ میں حضرت ابراہیم، موسےٰ اور دوسروں پر ظاہر ہوئے۔ بائبل مُقدس میں صرف دو فرشتوں کا نام دیا گیا ہے یعنی جبرائیل اور میکائیل۔ یہ جبرائیل فرشتہ ہی تھا جس نے مریم مُقدسہ کو یہ خوشخبری سنائی تھی کہ اِس کے

بیٹا ہوگا، جس کا نام یسوع یعنی عیسیٰ تھا۔ اطاعت گذار فرشتوں کے علاوہ کچھ
اور روحانی ہستیاں بھی ہیں جو خدا کی نافرمان اور دشمن ہیں۔ اِن سب کا سردار
شیطان ہے۔ اکثر مسیحی یہ سمجھتے ہیں کہ جب شیطان تخلیق ہوا تو وہ ایک نیک
ہستی تھا۔ مگر بعد میں اُس نے اپنے تکبّر کے باعث خدا کی حکم عدولی کی۔ اِس کا
نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اور اُس کے پیروکار اپنے پُرجلال مرتبہ سے گرا دیئے گئے اور
اب وہ زمین پر خدا کے کام کو تباہ کرنے کے لئے ہر قسم کا حربہ استعمال کر رہے
ہیں۔ یہ شیطان ہی تھا جس نے باغِ عدن میں اماں حوّا کو بہکایا۔ اُس نے
حضرت عیسیٰ مسیح کو بھی خدا کی حکم عدولی کی ترغیب دینی چاہی مگر ناکام رہا۔
(انجیلِ مُقدّس، متی ۴: ۱-۱۱)۔

گو شیطان بڑا طاقتور ہے لیکن وہ خدا سے کم تر ہے اور خدا کے ماتحت
ہے۔ مسیحیوں کو اُس سے اور بدرُوحوں سے جو کہ بہت سے لوگوں کے جسم
اور رُوح کو دُکھ پہنچاتی ہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ مسیح خداوند کی طاقت
کے وسیلہ سے اِس قابل ہیں کہ اُن کا مقابلہ کریں اور اُن پر غالب آئیں۔ قیامت
کے دِن خدا شیطان کو زمین سے نکال دے گا اور ایسی آگ میں ڈالے گا جو
کبھی بجھنے کی نہیں (انجیلِ مُقدّس، مکاشفہ ۲۰: ۱۰)۔

مُقدّس کتابیں

میرے دوست آپ کو معلوم ہوگا کہ یہودیوں اور مسیحیوں کو شروع ہی
سے "اہلِ کتاب" کہا جاتا ہے۔ یہ لقب اُن کے لئے بالکل مناسب ہے۔ کیونکہ
اُنہوں نے اپنی مُقدّس کتابوں کی حفاظت کرنے میں بڑی گہری سرگرمی دکھائی
ہے۔

وہ کون سی کتابیں ہیں جنہیں مسیحی "مُقدّس" مانتے ہیں؟ یہ تعداد میں چھیاسٹھ ۶۶
ہیں۔ اور اِن سب کو ایک کتاب کی صورت میں بائبل یا کتابِ مقدس کہتے ہیں۔
بائبل مُقدّس کے دو حصّے ہیں۔ پہلے کو عہدِ عتیق اور دوسرے کو عہدِ جدید
کہتے ہیں۔

۱۔ عہدِ عتیق یا پُرانا عہدنامہ

اِس حصّے میں انتالیس کتابیں ہیں جنہیں یہودی اور مسیحی دونوں مُقدّس
مانتے ہیں۔ اِن میں سے چند ایک کے سوا باقی تمام عبرانی زبان میں لکھی گئیں۔
اِن کو مختلف مصنّفوں نے تقریباً ایک ہزار سال کے دوران لکھا۔ پہلی پانچ
کتابوں کو توریت شریف کہتے ہیں۔ اِن کتابوں کا مواد پُرانی تحریرات سے
حاصل کیا گیا ہے اور حضرت موسےٰ نے انہیں خدا کی ہدایت سے قلم بند
کیا ہے۔

پہلی کتاب کو پیدائش کی کتاب کہتے ہیں جس میں دُنیا کی تخلیق، آدم اور
حوّا اور نوح اور طوفان کا حال درج ہے۔ اِس میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے
کہ کس طرح حضرت ابراہیم دو ہزار سال قبل از مسیح خدا کے فرمان کے مطابق
اپنے ملک عراق کو چھوڑ کر ملکِ فلسطین میں جا بسے، جس کا وعدہ خدا نے اُن
کے ساتھ کیا تھا کہ وہ انہیں دے گا۔ نیز اِس میں حضرت اضحاق، یعقوب،
اور یوسف کا ذکر ہے۔ یہ وہی حضرت یوسف ہیں جنہیں اُن کے بھائیوں
نے غلام ہونے کے لئے مصریوں کے ہاتھ بیچ دیا تھا اور جو بعد میں فرعون
بادشاہ کے وزیر بن گئے تھے۔

توریت شریف کی باقی چار کتابیں یہ بیان کرتی ہیں کہ کس طرح حضرت
موسےٰ خدا کی مدد سے اسرائیلیوں کو تقریباً ۱۲۰۰ سال قبل از مسیح ملکِ مصر

سے نکال کر ملکِ فلسطین میں لے گئے۔ اسرائیلی حضرت یعقوب کے بارہ بیٹوں کی اولاد ہیں۔ یہ کتابیں اُس شریعت کے بارے میں بھی تفصیل سے بیان کرتی ہیں جو خدا نے موسےٰ کی معرفت بنی اسرائیل کو کوہِ سینا پر دی تھی۔

توریت شریف کے بعد تواریخی کتابیں آتی ہیں۔ ان کتابوں میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح بنی اسرائیل نے یشوع بن نون کی سرکردگی میں فلسطین کو فتح کیا۔ کس طرح تقریباً ۱۰۰۰ سال قبل از مسیح خدا نے سموئیل نبی کو زیتون کے تیل سے حضرت داؤد کو بنی اسرائیل کا بادشاہ بننے کے لئے مسح کرنے کے لئے بھیجا۔ کس طرح داؤد نے جو بادشاہ اور نبی تھے اپنے دشمنوں کو شکست دی۔ کس طرح اُن کے بیٹے حضرت سلیمان نے یروشلیم میں خدا کی عبادت کے لئے ہیکل تعمیر کی۔ سلیمان بادشاہ کے بعد سلطنت تقسیم ہو گئی اور سلیمان بادشاہ کی اولاد یروشلیم میں یہوداہ کے قبیلے پر حکومت کرتی رہی تا وقتیکہ ۵۸۶ ق۔م میں بابل کی فوجوں نے یروشلیم کو فتح نہ کر لیا۔ بے شمار یہودی اسیر بن کر عراق اور ایران چلے گئے۔ پچاس سال بعد فارس کے شاہ خورس نے بابل کو فتح کیا۔ اُس نے یہودیوں کو یروشلیم واپس جانے کی اجازت دی تاکہ ہیکل کو جو تباہ ہو گئی تھی پھر سے تعمیر کریں۔ یہودی یروشلیم واپس آ تو گئے لیکن چونکہ فلسطین بیرونی طاقتوں کے قبضہ میں تھا اس لئے اُن کا ۵۸۶ ق۔م کے بعد اپنا کوئی بادشاہ نہ تھا۔

پُرانے عہد نامہ کی تواریخی کُتب کے بعد مزامیر آتے ہیں، مثلاً ایوب، زبور اور امثال وغیرہ۔ پھر سولہ کتابیں مختلف نبیوں کی تحریر شدہ ہیں، مثلاً یسعیاہ، یرمیاہ، حزقی ایل، دانی ایل، میکاہ، زکریاہ اور ملاکی وغیرہ۔ ان میں سے اکثر نبی ۸۰۰ سے ۴۰۰ ق۔م کے درمیان یہوداہ کے علاقہ میں

رہتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ملاکی نبی (تقریباً ۴۳۰ ق۔م) کے بعد کے تقریباً ۴۰۰ سال کے عرصے میں خدا نے کسی نبی کو نہیں بھیجا۔ پھر یوحنا (یحیٰی) نبی نے ۲۶ عیسوی میں اپنی خدمت کا آغاز کیا۔

۲۔ عہدِ جدید یا نیا عہد نامہ

نئے عہد نامہ میں کل ۲۷ کتابیں ہیں۔ حضرت عیسیٰ مسیح کی وفات اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے فوراً بعد کے قریباً ۵۰ سال میں اِن کتابوں کو دَس مختلف مُصنفوں نے یونانی زبان میں تحریر کیا۔ "پُرانے عہد نامہ" کی اصطلاح اُس عہد کو ظاہر کرتی ہے جو خدا نے بنی اسرائیل کے ساتھ حضرت موسےٰ کی معرفت باندھا تھا (خروج ۲۴: ۱-۸)۔ "نیا عہد نامہ" اُس نئے عہد کو ظاہر کرتا ہے جو کہ خدا نے اُن لوگوں سے جو مسیح پر ایمان لاتے ہیں باندھا (یرمیاہ ۳۱: ۳۱-۳۴؛ لوقا ۲۲: ۲۰)۔

نئے عہد نامہ کی پہلی چار کتابیں "انجیل" کہلاتی ہیں۔ یہ ایک یونانی لفظ ہے جس کا مطلب خوش خبری ہے۔ انہیں چار مختلف مصنفوں نے لکھا ہے۔ ان میں حضرت عیسیٰ مسیح کی زندگی اور تعلیم کے چار مختلف پہلو بیان کئے گئے۔ یہ ایک دوسرے کی تردید نہیں بلکہ تصدیق کرتے ہیں۔ ان کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کہ ایک شخص کی مختلف سمتوں سے چار تصاویر اتاری گئی ہوں۔ عموماً پُورے نئے عہد نامہ کو انجیلِ مُقدس ہی کہا جاتا ہے۔

نئے عہد نامہ کی پانچویں کتاب رسولوں کے اعمال کہلاتی ہے۔ یہ حضرت عیسیٰ مسیح کی موت اور جی اُٹھنے کے بعد کے تیس سال میں مسیحی ایمان کے یروشلیم سے روم شہر تک پھیلنے کا ریکارڈ ہے۔ یہ کتاب خاص طور پر پطرس رسول اور پولس رسول کی خدمت کو بیان کرتی ہے۔

اِس کے بعد ۲۱ خطوط آتے ہیں جو کہ زیادہ تر پولس رسول، پطرس رسول اور یوحنا رسول نے رومی سلطنت کے مختلف شہروں میں مسیحی جماعتوں یا کسی فردِ واحد کو لکھے ہیں۔ اُن میں مسیحیوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ کس قسم کا ایمان رکھیں اور کیسی زندگی بسر کریں۔

نئے عہدنامہ کی آخری کتاب "مکاشفہ" کہلاتی ہے جو کہ یوحنا رسول نے دیکھا تھا۔ اِس میں بے ایمانوں کی سزا، حضرت عیسیٰ مسیح کی کامل فتح اور خدا کی ازلی حکومت کے جلال کا ذکر کیا گیا ہے۔

یہودی اور مسیحی دونوں پرانے عہدنامہ کو قبول کرتے ہیں مگر یہودی نئے عہدنامہ کو الہامی نہیں مانتے ہیں۔

غالباً آپ یہ جاننا چاہیں گے کہ مسیحیوں کا اِن کتابوں کو "مقدس" اور "الہامی" کہنے سے کیا مطلب ہے؟ سب سے پہلے میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ خدا نے اِن کتابوں کو حرف بہ حرف تحریر کروایا جس طرح کہ ایک افسر اپنے سیکرٹری سے خط لکھواتا ہے۔ کیونکہ جب ہم تمام کتابوں کا آپس میں مقابلہ کرتے ہیں تو ہمیں اُن کے طرزِ تحریر میں فرق معلوم ہوتا ہے۔ داؤد بادشاہ نے سلیمان کا طرز اختیار نہیں کیا اور نہ ہی پولس رسول نے یوحنا رسول کا۔ چونکہ وہ مختلف شخصیتیں تھیں اِس لئے اُن کا اپنا اپنا طرزِ تحریر تھا۔ اب شاید آپ یہ کہیں کہ "اِس کا مطلب یہ ہوا کہ اِن کتابوں میں بھی دوسرے آدمیوں کی لکھی ہوئی کتابوں کی طرح غلطیاں ہوں گی"؟

نہیں جناب، درحقیقت ایسا نہیں ہے۔ گو اِن کے مصنف تھے، لیکن ہم مسیحی اِن کی تمام تحریرات کو خدا کا کلام مانتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ خدا نے اُن کے مصنفوں کی پاک رُوح سے راہنمائی کی تاکہ جو کچھ وہ لکھیں درست ہو۔

ہمارا ایمان ہے کہ جیسے خدا نے نبیوں سے بات کی اور اپنی سچائی اور مرضی اُن پر ظاہر کی تاکہ وہ اُس کے پیغام کو آدمیوں کو سنائیں۔ ویسے ہی خدا نے اُن لوگوں پر اپنی سچائیوں کو ظاہر کیا جنہیں اُس نے ان کتابوں کو تحریر کرنے کے لئے چنا تھا۔

لہٰذا ہر مصنف نے اپنا قلم اور اپنی انسانی قابلیت کو پاک رُوح کی راہنمائی میں استعمال کرتے ہوئے ہمارے لئے خدا کے پیغام کو تحریر کیا۔ چنانچہ انجیل مقدس میں مرقوم ہے "نبوت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی بلکہ آدمی رُوح القدس کی تحریک کے سبب سے خدا کی طرف سے بولتے تھے" (۲۔پطرس ۱: ۲۱)۔ جس طرح خدا نے اُنہیں بتایا، انہوں نے اُسی طرح لکھا۔ بائبل مقدس خدا کا تحریری کلام ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم مسیحی بائبل مقدس کو دُنیا کی تمام کتابوں سے زیادہ عزت دیتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ جو کچھ ہمیں خدا کے بارے میں جاننے کی ضرورت ہے اور جو ذمہ داریاں خدا کی اور ہمارے ہم جنسوں کی طرف سے ہم پر عائد ہوتی ہیں، اُن سب کے متعلق ہدایات ہمیں بائبل مقدس میں ملتی ہیں۔ یہ کتاب ہمیں ہمارے منجی حضرت عیسیٰ مسیح کے متعلق بتاتی ہے، جن میں یہ قدرت ہے کہ وہ گنہگار انسان کو تبدیل کر دیں اور اِس دُنیا کو خدا کی مرضی کے مطابق ڈھال دیں۔

اِس ضمن میں کچھ اور باتیں قابلِ ذکر ہیں:

۱۔ سب سے پہلے یہ کہ گو دُنیا میں بہت سے مسیحی فرقے ہیں، تو بھی وہ تمام اِن چھیاسٹھ کتابوں کو مانتے ہیں اور انہیں زندگی اور تعلیم و تربیت کے لئے ایک بے مثال رہبر سمجھتے ہیں۔

۲۔ مسیحی اِس بات پر ایمان نہیں رکھتے کہ نئی کتابیں پرانی کتابوں کو منسوخ کر

دیتی ہیں۔ مثلاً ہم یہ نہیں مانتے کہ انجیل شریف نے توریت شریف کو منسوخ کر دیا ہے۔ حضرت عیسیٰ مسیح نے اس ضمن میں یوں فرمایا "یہ نہ سمجھو کہ مَیں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پُورا کرنے آیا ہُوں" (متی ۵ : ۱۷)۔ سکول میں دوسری جماعت کی کتابیں پہلی جماعت کی کتابوں کی تردید نہیں کرتیں اور نہ ہی اُن کو منسوخ کرتی ہیں بلکہ پہلی کتابوں کی معلومات میں اضافہ کرتی ہیں۔ اسی طرح جو کتابیں خدا نے بعد میں دیں وہ پہلی کو منسوخ نہیں کرتیں بلکہ ان کتابوں کی مدد سے ہم خدا کی سچائیوں کو اور زیادہ سمجھ لیتے ہیں۔ بعد کی کتابیں پہلی کتابوں میں بیان شدہ حقیقتوں کو مزید گہرائی اور وضاحت سے بیان کرتی ہیں۔ چنانچہ ہم مسیحی ان تمام کتابوں کو پڑھتے ہیں تاکہ ہم اُن تمام باتوں کو جو خدا ہمیں سکھانا چاہتا ہے سیکھ لیں۔ اگر کوئی شخص ایسی کتاب تحریر کرے جو بائبل مُقدس کے مطابق نہ ہو تو ہمیں فوراً معلوم ہو جائے گا کہ وُہ خُدا کی طرف سے نہیں ہے کیونکہ خدا میں تضاد نہیں پایا جاتا۔

۳۔ شاید آپ نے یہ الزام سنا ہو گا کہ مسیحیوں نے بائبل مُقدس میں تحریف کی ہے مگر مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس میں ذرہ بھر سچائی نہیں ہے۔ مسیحی اپنی کتب مُقدسہ سے والہانہ محبت رکھتے ہیں۔ وہ کسی شخص کو بھی اِس بات کی اجازت نہیں دے سکتے کہ وہ اُن کی مُقدس کتابوں میں تحریف کرے۔ علاوہ ازیں، یونانی زبان میں ہاتھ کے لکھے ہوئے کتابِ مُقدس کے ایسے نسخے آج تک محفوظ ہیں جو کہ سولہ سَو سال پہلے تحریر ہوئے۔ موجودہ بائبل مُقدس کے تراجم اُنہی نسخوں سے کئے جاتے ہیں۔ خدا نے تمام بنی نوع اِنسان کے لئے اپنا کلام دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسیحی کتابِ مُقدس کے مختلف زبانوں میں ترجمے کرتے ہیں کہ تمام اِنسان خُدا کے کلام کو اپنی مادری زبان میں پڑھ سکیں اور سمجھ سکیں۔ بائبل مُقدس

یا اس کے حصّہ جات کے سولہ سَو زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں لیکن ان تمام کا پیغام ایک ہی ہے۔ کیا آپ کو یہ معلوم ہے کہ دُنیا میں بائبل مُقدس ہی واحد کتاب ہے جس کی سال بھر میں سب سے زیادہ جلدیں فروخت ہوتی ہیں؟ اگر لوگوں کو یہ یقین ہوتا کہ یہ ایک جھوٹی کتاب ہے تو یقیناً یہ اتنی مقبولِ عام اور ہر دلعزیز نہ ہوتی!

علاوہ ازیں، خُدا تعالےٰ، جس نے یہ کلام جہان کی راہنمائی کے لئے دیا ہے، وہ اِس بات کی کبھی بھی اجازت نہیں دے گا کہ کوئی اِس میں تحریف کرے اور اِس طرح انسان گمراہ ہو جائے۔ وہ خود اِس کا محافظ ہے اور وہ اس کی حفاظت ہزاروں سالوں سے کر رہا ہے۔ لہٰذا یہ بالکل قابلِ اعتبار ہے۔

۴۔ بائبل مُقدس کے متعلق ایک قابلِ ذکر بات یہ بھی ہے کہ گو اِس کو پندرہ سَو سال کے عرصہ میں متعدد مُصنفوں نے قلم بند کیا، تو بھی اس کا پیغام ایک ہے۔ وہ ہمیں یہی بتاتے ہیں کہ خُدا کون ہے، خدا آدمیوں سے کیا توقع رکھتا ہے اور خدا نے گنہگار اِنسان کو بچانے کے لئے کیا کچھ کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کتاب کا حقیقی مُصنف اِنسان نہیں ہے بلکہ خود خدا ہے۔

۵۔ کتابِ مُقدس کے متعلق مزید قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ اِس کو سمجھنا بہت آسان ہے۔ گو بہت عرصہ گذرا جبکہ یہ پُرانی زبانوں میں تحریر ہوئی، لیکن اِس کا ترجمہ دنیا کی ہر زبان میں ہو سکتا ہے اور ایک کم تعلیم یافتہ اِنسان بھی اس کے پیغام کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ مَیں نے دُنیا کے پس ماندہ علاقوں کے بہت سے ایسے مردوں اور عورتوں کے متعلق سُنا ہے، جنہوں نے بغیر کسی استاد کی مدد کے محض کتابِ مُقدس کو پڑھنے ہی سے اپنے گناہوں کو پہچان لیا، توبہ کی اور نجات حاصل کر لی۔ بے شک، یہ درست ہے کہ مسیحی عالموں نے اُس کی متعدد

تفسیریں لکھی ہیں، جوکہ خدا کے کلام کو سمجھنے میں بہت مدد دیتی ہیں۔ نیز کلیسیائے جامع نے مسیحی تعلیم کو عقیدہ کی صورت میں پیش کیا ہے جوکہ ایمانداروں کی سچائی کی طرف راہنمائی کرتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی انسان اُسے بغور پڑھے تو یہ اپنا مطلب آپ بیان کرتی ہے۔ بائبل مُقدّس ہمیں خدا اور نجات، اور انسان اور خدا کے متعلق ہماری ذمہ داریوں کے بارے میں سکھاتی ہے۔ چنانچہ یہ ہر مسیحی کا فرض ہے کہ وہ بائبل مُقدّس کا مُطالعہ کرے اور اُسے دوسروں کی اور پاک رُوح کی مدد سے سمجھنے کی کوشش کرے۔ بہت سے مسیحیوں نے یہ عادت بنا لی ہے کہ وہ ہر روز پاک کلام کو پڑھتے اور اُس پر سوچ بچار کرتے ہیں۔

شاید آپ اِس بات سے حیران ہوں کہ مَیں نے یہ کیوں نہیں کہا کہ انجیلِ مُقدّس کو حضرت عیسیٰ مسیح نے تحریر کیا یا خدا نے اُن پر نازل کی۔ جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے، ہم یہ جانتے ہیں کہ مسیح نے کوئی کتاب نہیں لکھی اور نہ ہی خدا نے اُن پر کوئی کتاب نازل کی۔ جیسا کہ میں بعد میں بیان کروں گا، وہ خود خدا کے زندہ کلام ہیں۔ خُدا نے صرف اُن کی باتوں سے انسان سے کلام کیا بلکہ اُن کی ذات، اُنکی طبیعت اور انکے اعمال سے۔ اُن کا اُٹھنا بیٹھنا، غرض اُن کی تمام زندگی انسان کے لئے خُدا کا پیغام تھی۔ وہ خود خدا کا مکمل مظہر تھے۔ لہٰذا خُدا نے متّی، یوحنا اور پولس رسول وغیرہ کی رہنمائی کی کہ وہ اِن کتابوں کے ذریعہ سے مسیح کی عکاسی کریں تاکہ ہم انہیں دیکھ سکیں اور اُن کے وسیلہ سے خدا کے پیغام کو سن سکیں۔

اب میرے دوست، آپ کو یقیناً میرا بیان پڑھنے سے اِس بات کا احساس ہوا ہوگا کہ بائبل مُقدّس کس قدر اہم ہے اور اِس کا مطالعہ کرنا یا اِس کے مضمون کو سمجھنا کتنا ضروری ہے۔ کیونکہ صرف اِس کے مُطالعہ ہی سے مسیحی دین کے بارے

میں معلومات اور نجات کی راہ معلوم ہوتی ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ بائبل مُقدّس کی ایک جلد حاصل کریں گے اور پہلے نئے عہدنامہ کو پڑھیں گے اور پھر پُرانے عہدنامہ کو۔ نئے عہدنامہ کو پڑھنے کے بعد آپ پُرانے عہدنامہ کو اچھی طرح سمجھ سکیں گے۔ کاش، خُدا اپنے پاک کلام کے وسیلہ سے آپ سے ہمکلام ہو!

حضرت عیسیٰ مسیح کی پیدائش اور اُنکے حالاتِ زندگی

میرے دوست، اب ہم مسیحی ایمان کے سب سے اہم حصّہ پر آگئے ہیں، یعنی یہ کہ حضرت عیسیٰ مسیح کون ہیں اور انکا خدا اور انسان کے ساتھ کیا رشتہ ہے۔ لیکن، سب سے پہلے میں اُن کی زمینی زندگی کے بارے میں مختصر بیان کروں گا، اس کا ذکر ہمیں انجیل مُقدّس کی پہلی چار کتابوں میں ملتا ہے۔

ایک دِن جبرائیل فرشتہ نے ایک کنواری بنام مریم کو یہ خوشخبری سنائی کہ اس کے بیٹا ہوگا اور اُسے ہدایت کی کہ وہ اُس کا نام یسوع یعنی عیسیٰ رکھے۔ فرشتے نے بچّے کے متعلق یہ بھی بتایا کہ وہ خدا تعالےٰ کا بیٹا کہلائے گا اور اُس کی بادشاہت کی انتہا نہ ہوگی (لوقا ۱: ۲۶ - ۳۸)۔ یہ یسعیاہ نبی کی پیشین گوئی کے مطابق تھا جو اُنہوں نے تقریباً ساتھ سو سال پہلے کی تھی "دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا ہوگا..." (یسعیاہ ۷: ۱۴)۔

بعد میں حضرت عیسیٰ مسیح کی پیدائش بیت لحم میں ہوئی، جہاں تقریباً ایک ہزار سال پہلے داؤد بادشاہ پیدا ہوئے تھے۔ یہ یروشلیم کے نزدیک ایک چھوٹا سا قصبہ تھا۔ میکاہ نبی نے سات سو سال پہلے پیشین گوئی کی تھی کہ مسیح بیت لحم میں پیدا ہوں گے۔ "اے بیت لحم افراتاہ اگرچہ تو یہوداہ کے ہزاروں میں شامل ہونے کے لئے چھوٹا ہے تو بھی تجھ میں سے ایک شخص نکلے گا اور

میرے حضور اسرائیل کا حاکم ہوگا اور اُس کا مصدر زمانۂ سابق ہاں قدیم الایّام سے ہے" (میکاہ ۵ : ۲)۔ میکاہ نبی یسعیاہ نبی کے ہم عصر تھے۔

حضرت مسیح کی پیدائش کے موقع پر ایک فرشتے نے گڈریوں کو خوشخبری دی جو کہ بیت لحم کے باہر اپنی بھیڑوں کی رکھوالی کر رہے تھے۔ فرشتہ نے کہا "آج داؤد کے شہر میں تمہارے لئے ایک منجّی پیدا ہوا ہے یعنی مسیح خُداوند۔۔۔" (لوقا ۲ : ۱۱)۔ مُقدسہ مریم حضرت یوسف نجار کی بیوی بن گئیں اور یُوسف نے مسیح کی پرورش بحیثیت باپ کے کی۔

یسوع یعنی حضرت عیسیٰ مسیح نے ناصرت کے گاؤں میں جہاں وہ پلے اور بڑے ہوئے، بحیثیت بڑھئی کام کیا۔ تیس ۳۰ سال تک تو انہوں نے نہ تو تعلیم دی نہ کوئی معجزہ دکھایا اور نہ ہی عوام کو یہ معلوم ہوا کہ جس مسیح کی وہ آس لگائے بیٹھے ہیں، وہ وہی ہیں۔

جب مسیح تیس ۳۰ سال کے ہوئے تو اُنہوں نے وہ کام شروع کیا جس کے لئے وہ زمین پر آئے تھے۔ اُس وقت وہ ناصرت کو چھوڑ کر یوحنا نبی (یحییٰ) کے پاس چلے گئے جو لوگوں کو خدا کا پیغام دیا کرتے تھے۔ جو لوگ ایمان لاتے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتے وہ اُنہیں دریائے یردن میں بپتسمہ دیتے تھے۔ بپتسمہ اس بات کو ظاہر کرتا تھا کہ اُن کے گناہ معاف ہو گئے ہیں۔ گو مسیح سے کبھی کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا تھا۔ مگر انہوں نے یحییٰ نبی کو مجبور کیا کہ وہ اُنہیں بپتسمہ دیں چنانچہ یحییٰ نبی نے ایسا ہی کیا۔ جب حضرت عیسیٰ مسیح پانی سے باہر آئے تو خدا کا پاک رُوح اُن پر کبوتر کی شکل میں ظاہر ہوا اور یحییٰ نبی اور مسیح دونوں نے خدا کی آواز کو سنا کہ "یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں" (متی ۳ : ۱۷)۔ میں بعد میں لفظ "بیٹے" کا مطلب بیان کروں گا۔

پھر مسیح بیابان میں گئے اور چالیس دن تک روزہ رکھا۔ اُس وقت شیطان نے بڑی کوشش کی کہ اُن کو بہکائے کہ وہ خدا کی نافرمانی کریں، مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا (متی ۴ : ۱-۱۱)۔

شیطان پر فتح پانے کے بعد حضرت عیسیٰ مسیح یحییٰ نبی کے پاس واپس آئے۔ وہ انہیں دیکھ کر اپنے شاگردوں سے کہنے لگے "دیکھو یہ خُدا کا برّہ ہے جو دُنیا کا گناہ اٹھائے جاتا ہے۔۔۔ چنانچہ میں نے دیکھا اور گواہی دی ہے کہ یہ خُدا کا بیٹا ہے" (یوحنا ۱ : ۲۹، ۳۴)۔ مسیح کو "برّہ" کہنے سے یحییٰ نبی نے یہ ظاہر کر دیا کہ وہ تمام جہان کے گناہوں کے بدلے اپنے آپ کو قربان کریں گے اور موت سہیں گے۔

پھر مسیح اپنے شاگردوں کو چننے لگے جن میں سے بعد میں بارہ ۱۲ رسول ہوئے۔ یہ لوگ عالم نہیں تھے۔ پطرس اور یوحنا اور چند دیگر تو ماہی گیر تھے۔ متی محصول لینے والا تھا۔ لیکن جب اُنہوں نے محسوس کیا کہ یسوع ہی موعودہ مسیح ہیں تو وہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر بغیر کسی لالچ کے اپنے مالک و خداوند کے پیچھے پیچھے تین سال تک چلتے رہے۔ ان تین سالوں میں مسیح نے اُنہیں تربیت دی تاکہ وہ اُنکے آسمان پر اُٹھائے جانے کے بعد رسالت کو جاری رکھ سکیں۔

یحییٰ نبی کی طرح حضرت عیسیٰ مسیح نے بھی لوگوں میں منادی شروع کی۔ اُنہوں نے کہا "خدا کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے۔ توبہ کرو اور خوشخبری پر ایمان لاؤ" (مرقس ۱ : ۱۵)۔ وہ خدا کے کلام کو ہر موقع پر عبادت خانوں، گھروں، یا کھلے میدانوں میں سناتے تھے۔ لوگ اُنکے طرزِ کلام اور صاحبِ اختیار ہونے کو دیکھ کر حیران ہوتے تھے، کیونکہ وہ نبی کی طرح نہیں بلکہ خدا کی طرح کلام کرتے تھے۔ انبیا لوگوں کو کہتے تھے کہ "سنو! خُدا کیا فرماتا ہے"۔ لیکن حضرت عیسیٰ مسیح فرماتے تھے "میں

تم سے کہتا ہُوں"۔

پھر اُنہوں نے بیماروں کو صرف حکم دینے یا چھونے سے شفا دینی شروع کی۔ مثلاً ایک کوڑھی اُن کے قدموں میں گرا اور کہا "اگر تُو چاہے تو مجھے شفا دے سکتا ہے"۔ حضرت مسیح نے اِس کوڑھی کو چھُوا اور کہا "مَیں چاہتا ہوں کہ تو پاک صاف ہو جائے"۔ وہ فوراً ہی مکمل طور پر شفا پا گیا۔ بہت سے لوگ جن میں بدروحیں تھیں اُن کے پاس آئے۔ اُنہوں نے اُن سب کو شفا دی۔ انہوں نے اندھوں کی آنکھوں کو چھُوا اور انہیں بینائی مل گئی۔ یہاں تک کہ اُنہوں نے کئی مُردوں کو زِندہ کیا۔ اِن باتوں کے باعث بہت سے لوگ ان کے گرد جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔ بعض اوقات تو وہ لوگوں کو تعلیم دینے اور شفا بخشنے میں اِس قدر مشغول رہتے کہ انہیں کھانا کھانے کا وقت بھی نہ ملتا تھا۔ وہ اپنی ضروریات کو بھول کر دوسروں کے لئے اپنی محبت کو ظاہر کرتے تھے۔ اُنہوں نے کبھی بھی کوئی ایسا معجزہ نہیں دکھایا جس سے اُنکا اپنا فائدہ یا محض اپنی طاقت کا اظہار یا لوگوں کو حیران کرنا مقصود ہوتا۔ اُنہوں نے اپنی تمام قدرت لوگوں کو شفا دینے اور غم زدوں کو تسلی دینے میں صرف کی۔ اِس طرح انہوں نے لوگوں کیلئے خدا کی محبت کو ظاہر کیا۔ ایک دفعہ جب ضرورت مند اور غریب لوگ اُن کے اِردگرد جمع تھے۔ تو اُنہوں نے یہ پُرمحبت اور تسلی بخش الفاظ کہے "اَے محنت اٹھانے والو اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو سب میرے پاس آؤ۔ مَیں تم کو آرام دوں گا" (متی ۱۱: ۲۸)۔ جو کوئی بھی اُن کے پاس آیا، اُنہوں نے اُسے کبھی مایوس نہیں کیا۔

ایک دفعہ ایک مفلوج کو لوگ چارپائی پر ڈال کر لائے اور حضرت عیسیٰ مسیح کے سامنے رکھ دیا۔ مسیح نے یہ جانتے ہوئے کہ اِس مریض کو نہ صرف

جسمانی بلکہ رُوحانی صحت کی بھی ضرورت ہے یہ کہا "تیرے گناہ معاف ہُوئے"۔ کچھ مذہبی قسم کے لوگ وہاں جمع تھے۔ انہوں نے اپنے دِل میں کہا "یہ کُفر بکتا ہے۔ گناہ کون معاف کر سکتا ہے سوائے ایک یعنی خُدا کے"؟ حضرت عیسیٰ اُن کے خیالات جانتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اُنہیں بتایا کہ وہ مفلوج کو شفا دے کر ثابت کریں گے کہ وہ کفر نہیں بکتے بلکہ انہیں گناہ معاف کرنے کا اختیار ہے۔ پھر اُنہوں نے مفلوج کو کہا "اُٹھ اور اپنی چارپائی اُٹھا کر چل پھر" وہ مفلوج فوراً اپنی چارپائی اٹھا کر باہر چلا گیا (مرقس ۲: ۱-۱۲)۔

اس وقت سے بہت سے یہودی مذہبی لیڈر مسیح کی مخالفت کرنے لگے کیونکہ وہ لوگوں میں اُن کی ہر دلعزیزی سے حسد کرتے تھے۔ اُنہوں نے ان پر نکتہ چینی کی کہ وہ گنہگار لوگوں سے ملتے ہیں اور سبت کے دِن بیماروں کو شفا دیتے ہیں۔ جلد ہی اُن کی نفرت اتنی بڑھ گئی کہ اُنہوں نے اُن کو قتل کرنے کا اِرادہ کیا (مرقس ۲: ۱۵ تا ۳: ۶)۔ مسیح اِس بات کو جانتے تھے اور اگر وہ چاہتے تو وہ اپنی الہیٰ قدرت سے، جس سے اُنہوں نے مردوں کو زِندہ کیا، اپنے دشمنوں کو ہلاک کر سکتے تھے۔ لیکن اُنہوں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے اپنے شاگردوں کو سکھایا کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھیں۔ اور اس کا انہوں نے اپنے دشمنوں کے ساتھ محبت کا سلوک کرکے عملی ثبوت دیا۔

اُس وقت یہودی قوم آزاد نہیں تھی۔ رُومی اُن پر حکومت کرتے تھے۔ وہ رومیوں کی غلامی سے نجات حاصل کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ جب عوام نے دیکھا کہ مسیح نے ایک موقع پر پانچ ہزار مردوں کو پانچ روٹیوں اور دو مچھلیوں سے سیر کیا تو وہ انہیں زبردستی پکڑ کر اپنا بادشاہ بنانا چاہتے تھے (یوحنا ۶: ۱-۱۵)۔ انہیں یقین تھا کہ اگر مسیح اُن کی فوجوں کی راہنمائی

کریں گے تو کوئی بھی طاقت انہیں شکست نہیں دے سکے گی۔ لیکن حضرت عیسیٰ مسیح نے دنیاوی بادشاہ بننے سے انکار کر دیا کیونکہ اُن کی بادشاہی تو رُوحانی تھی۔ وہ یروشلیم میں تخت پر بیٹھ کر نہیں بلکہ وہ انسان کے دل میں حکومت کرنا چاہتے تھے۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ وہ انہیں اپنے سیاسی مقاصد کے لئے آلۂ کار نہیں بنا سکتے، تو بہت سے اُن کے مخالف بن گئے۔ مسیح ہمیشہ خدا کا حکم مانتے تھے اور آدمیوں کو خوش کرنے سے اِنکار کر دیتے تھے۔

جب بپتسمہ کے تقریباً ڈھائی سال بعد یہودی سردار اُن کی بڑی شدت سے مخالفت کرنے لگے تو اُنہوں نے اپنے حواریوں سے پوچھا "لوگ مجھے کیا کہتے ہیں"؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ "لوگ آپ کو گذرے زمانہ کا کوئی بہت بڑا نبی سمجھتے ہیں جو کہ واپس زمین پر آگیا ہے"۔ مگر یسوع نے اُن سے پھر سوال کیا "تم مجھے کیا کہتے ہو"؟ پطرس رسول نے فوراً جواب دیا "تُو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے"۔ تب مسیح نے پطرس کو برکت دی اور کہا کہ وہ پطرس اور اُس جیسے ایمان والوں پر اپنی کلیسیا بنائیں گے اور کوئی چیز اُس کلیسیا پر غالب نہ آسکے گی۔

پھر اُنہوں نے اپنے حواریوں کو بتایا کہ وہ یروشلیم جائیں گے۔ یہودی سردار اُن پر موت کا فتویٰ لگائیں گے اور مصلوب کریں گے۔ لیکن وہ تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھیں گے۔ شاگرد جو کہ اپنے مالک اور خداوند سے محبت رکھتے تھے سخت پریشان ہوئے۔ چنانچہ پطرس نے اُن سے کہا "خدا نہ کرے، یہ تجھ پر ہرگز نہیں آنے کا"۔ لیکن حضرت یسوع مسیح نے پطرس کو جھڑکا اور کہا کہ اُس کے یہ خیالات کہ وہ موت کا مزہ نہ چکھے شیطان کی

طرف سے ہیں۔ اُنہیں معلوم تھا کہ خدا کی یہی مرضی ہے کہ وہ آدمیوں کے گناہوں کا کفارہ مصلوب ہو کر دیں اور جو کوئی اِس کی مخالفت کرتا ہے وہ شیطان کے ہاتھوں میں کھیل رہا ہے۔

پھر اُنہوں نے اپنے حواریوں کو بتایا کہ وہ بھی اپنی صلیب اُٹھانے کے لئے یعنی اُن کی خاطر موت سہنے کو تیار رہیں (متی ۱۶ : ۱۳-۲۶)۔ جب مسیح نے یہ بتایا کہ وہ ضرور قتل کئے جائیں گے اور شاگردوں کو بھی اُن کی خاطر دُکھ اُٹھانے کے لئے تیار رہنا چاہیئے تو اُن کا مسیح کے ساتھ رہنا مشکل ہو گیا۔ لیکن اُن میں سے کوئی بھی انہیں چھوڑ کر بھاگا نہیں۔ بلکہ چھ ماہ بعد جب مسیح یروشلیم کو گئے جہاں وہ مصلوب کئے جانے والے تھے تو شاگرد بھی اُن کے ساتھ گئے۔

اُس وقت فلسطین میں بہار کا موسم تھا۔ ملک کے بیشتر حصّوں سے یہودی یروشلیم میں عیدِ فسح منانے کے لئے جمع ہو رہے تھے۔ یہ عید ملکِ مصر سے آزاد ہونے کی خوشی میں منائی جاتی تھی۔ چنانچہ مسیح اور اُن کے شاگرد بھی لوگوں کے ساتھ مل کر یروشلیم میں عیدِ فسح منانے گئے۔ مسیح کی زمینی زندگی کے آخری واقعات بالتفصیل انجیل جلیل میں بیان کئے گئے ہیں۔ مَیں یہاں صرف مختصر طور پر اُن کا بیان کروں گا۔

ایک اتوار وہ گدھے کے بچے پر سوار ہو کر یروشلیم میں داخل ہوئے، جیسے کہ کئی سو سال پہلے زکریاہ نبی نے پیشین گوئی کی تھی (زکریاہ ۹ : ۹، ۱۰)۔ وہ ہیکل میں گئے اور وہاں خرید و فروخت کرنے والوں کو باہر نکال دیا کیونکہ وہ خدا کے گھر کی بے حرمتی کر رہے تھے۔ اُنہوں نے مذہبی سرداروں کی بے ایمانی اور ریاکاری کی بھی سخت مذمت کی۔ اُنہوں نے بطور سزا ہیکل

کی بربادی کی بھی پیشین گوئی کی اور لوگوں کو آگاہ کیا کہ وہ جھوٹے نبیوں سے خبردار رہیں جو اُنہیں غلط راستے پر ڈالنے کی کوشش کریں گے۔ اُنہوں نے اِس بات کا بھی اعلان کیا کہ وہ بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ واپس آئینگے اور تمام قوموں کا انصاف کرینگے۔ اُس وقت وہ اپنے پیروکاروں کا خدا کی بادشاہت میں خیر مقدم کریں گے۔ اور باقیوں کو ہمیشہ کے لئے دوزخ میں ڈال دیں گے۔

جمعرات کی شام، اُنہوں نے دستور کے مطابق اپنے شاگردوں کے ساتھ عیدِ فسحؔ کا خاص کھانا کھایا۔ اُس وقت اُنہوں نے روٹی لی اور توڑی اور اپنے شاگردوں میں بانٹ دی اور کہا "یہ میرا بدن ہے جو تمہارے واسطے دیا جاتا ہے۔ میری یادگاری کے واسطے یہی کیا کرو۔" پھر اُنہوں نے کھانے کے بعد انگور کا شیرہ لیا (یہودیوں کا دستور تھا کہ وہ فسحؔ کے کھانے کے بعد ضرور ہی انگور کا شیرہ پیا کرتے تھے) اور کہا "یہ پیالہ میرے خون میں نیا عہد ہے۔ جب کبھی پیو میری یادگاری کے لئے یہی کیا کرو" (۱- کرنتھیوں ۱۱: ۲۳-۲۶)- اِس طرح حضرت عیسیٰ مسیح نے اپنے شاگردوں کو بتایا کہ اُن کی موت سے ایک نئے عہد کی بنیاد پڑے گی۔ اِس جگہ سے روانہ ہونے سے پہلے اُنہوں نے اپنے شاگردوں کو یہ بہت اہم تعلیم دی کہ وہ ایک دُوسرے سے محبت رکھیں۔ اُنہوں نے یہ بھی بتایا کہ اُنہیں اُن کی خاطر دُکھ سہنا پڑے گا اور وعدہ کیا کہ آسمان پر چلے جانے کے بعد وہ اُن کی راہنمائی اور مدد کے لئے پاک رُوح کو بھیجیں گے۔

پھر آدھی رات کے قریب وہ اپنے شاگردوں کو لے کر ایک باغ میں گئے تاکہ اپنی موت کی تیاری کے لئے دعا مانگیں۔ وہاں پہنچ کر اُنہوں نے اپنے

باپ سے دعا مانگی کہ "میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پُوری ہو" جب وہ دُعا مانگ رہے تھے تو اُن کے ایک غدّار شاگرد یہوداہ اسکریوتی کی راہنمائی میں ایک مسلح گروہ وہاں آگیا۔ یہوداہ حضرت عیسیٰ مسیح کے پاس آیا اور اُنکا بوسہ لیا تاکہ سپاہی اندھیرے میں کسی غلط شخص کو نہ پکڑ لیں۔ مسیح بڑی آسانی سے یہوداہ اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر سکتے تھے، لیکن اِس کے برعکس اُنہوں نے اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیا۔

جب پطرسؔ رسُول نے اپنے مالک کے بچاؤ کی خاطر تلوار چلائی اور ایک آدمی کا کان اڑا دیا تو حضرت عیسیٰ مسیح نے اُنہیں روک دیا اور اپنے دشمن کا کان جوڑ دیا۔ سپاہی مسیح کو ایک مکان میں لے گئے جہاں بہت سے مذہبی سردار جمع تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح میں قصور تلاش کرنا شروع کر دیا تاکہ وہ انہیں قتل کریں مگر ناکام رہے۔ بالآخر سردار کاہن نے اُنہیں قسم دے کر پُوچھا "کیا تُو اُس سُتوُدہ کا بیٹا مسیح ہے"؟ اُنہوں نے کہا "ہاں میں ہوں" (مرقس ۱۴: ۶۱-۶۲)۔ تب اُن سب نے چلاّ چلاّ کر کہا "اِس نے کُفر بکا ہے۔ یہ قتل کے لائق ہے۔"

چونکہ یہودی سرداروں کو رومی گورنر کی اجازت کے بغیر کسی کو موت کی سزا دینے کا اختیار نہیں تھا اس لئے وہ جمعہ کی صبح مسیح یسوؔع کو گورنر کے محل میں لے گئے۔ انہوں نے پیلاطس کو جو اُس وقت کا گورنر تھا بتایا کہ یسوؔع رُومی حکومت کا دشمن ہے اور خود بادشاہ بننا چاہتا ہے۔ لیکن جب پیلاطس نے یسوؔع سے جرح کی تو اُسے فوراً معلوم ہوگیا کہ وہ بے قصور ہیں ــ وہ انہیں بری کرنا چاہتا تھا۔ لیکن یہودی سرداروں نے لوگوں کو اُبھارا کہ وہ حضرت عیسیٰ مسیح کے لئے موت کا مطالبہ کریں۔

پیلاطس اِس بات سے ڈرا کہ کہیں بلوہ نہ ہو جائے لہٰذا اُس نے اُنکی خواہش کے مطابق مسیح کو مصلوب کرنے کا حکم دے دیا۔

اِس پر رومی سپاہی انہیں فوراً یروشلیم سے باہر لے گئے اور صلیب دے دی۔ جب وہ حضرت عیسیٰ مسیح کو مصلوب کر رہے تھے تو اُنہوں نے اُن کے لئے یوں دُعا کی "اَے باپ اِن کو معاف کر کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں"۔ یہ کتنا عجیب پیار تھا کہ اُنہوں نے اُن لوگوں کے لئے اپنے باپ سے دُعائے خیر مانگی جو اُن کے ہاتھوں اور پاؤں میں کیلیں ٹھونک رہے تھے۔

حضرت عیسیٰ مسیح اپنے باپ سے درخواست کر سکتے تھے کہ وہ انہیں اِس صلیب کی اذیت سے بچائے اور آسمان پر لے جائے، مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ وہ یہ جانتے تھے کہ یہ خدا کی مرضی ہے کہ وہ دُکھ اٹھائیں اور بطور قربانی گنہگاروں کے لئے موت سہیں۔ لہٰذا انہوں نے اپنے باپ کی اطاعت کی اور تقریباً چھ گھنٹے صلیب پر لٹکے رہے۔ پھر سہ پہر کے قریب اُنہوں نے کہا "اَے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں" اور یہ کہہ کر جان دے دی۔ ایک سپاہی نے آگے بڑھ کر اُن کی پسلی میں نیزہ مارا تاکہ اِس بات کا یقین ہو جائے کہ وہ واقعی فوت ہو گئے ہیں۔ صوبیدار نے گورنر کو اطلاع دی اور اُن کی وفات کی تصدیق کی۔

دو با اثر یہودی جو کہ حضرت عیسیٰ مسیح پر ایمان لا چکے تھے، اُنہوں نے جا کر گورنر سے درخواست کی کہ انہیں لاش دے دی جائے۔ جب اُنہیں اِس بات کی اجازت مل گئی تو انہوں نے لاش کو صلیب پر سے اتارا اور اس میں ۵۰ سیر خوشبودار چیزیں لگا کر اُسے کپڑے میں لپیٹا اور ایک پہاڑی

کی چٹان میں کھودی ہوئی نئی قبر میں رکھا۔ پھر اس قبر کے مُنہ پر ایک بڑا پتھر رکھ دیا گیا اور پیلاطس نے حکم دیا کہ اُس پتھر پر شاہی مہر لگا دی جائے تاکہ کوئی اُس قبر میں داخل نہ ہو سکے۔ نیز اُس نے اُس قبر پر پہرہ بھی بٹھا دیا

اپنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ مسیح نے بارہا اپنے حواریوں کو بتایا تھا کہ وہ مصلوب ہوں گے، لیکن تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھینگے۔ حواریوں نے یہ خیال کیا کہ وہ تمثیلوں میں باتیں کر رہے ہیں۔ اور جب وہ مر گئے اور دفن ہوئے تو اُن کی یہ اُمید جاتی رہی کہ وہ پھر کبھی انہیں زندہ دیکھ سکیں گے۔

لیکن جب اتوار کی صبح چند حواری قبر پر گئے تو انہوں نے اُسے کھلا پایا۔ جب وہ اُس کے اندر داخل ہوئے تو انہوں نے اُس کپڑے کو جس میں لاش لپٹی ہوئی تھی، ایک طرف پڑا پایا اور اب اُس میں لاش نہیں تھی۔

تھوڑی دیر بعد حضرت عیسیٰ مسیح اُن میں سے بہتوں پر ظاہر ہوئے۔ انہوں نے اُن سے گفتگو کی۔ اب وہ زندہ تھے۔ اُسی رات جبکہ حواری ایک گھر میں جمع تھے اور دروازے بند تھے تو مسیح اچانک اُن کے درمیان ظاہر ہوئے۔ اُنہوں نے اُن سے بات چیت کی اور انہیں یقین دلایا کہ وہ زندہ ہیں۔

وہ چالیس دن تک اپنے پیروکاروں کو مختلف اوقات اور مختلف جگہوں پر نظر آتے رہے۔ انہوں نے انہیں بتایا کہ اُن کا دُکھ اُٹھانا اور مرنا کیوں ضروری تھا۔ اُنہوں نے شاگردوں کو یہ حکم بھی دیا کہ وہ ساری دُنیا میں جا کر اُس خوشخبری کی منادی کریں کہ جو کوئی اُن پر ایمان لائے گا، خدا اُس کے گناہ معاف کر دے گا۔ اُنہوں نے شاگردوں کو کچھ عرصہ یروشلیم میں ٹھہرے

رہنے کی تلقین کی تاکہ وہ اِس کام کو انجام دینے کے لیئے انہیں پاک رُوح عطا فرمائیں۔ اور پھر انہوں نے یہ وعدہ بھی کیا کہ وہ رُوح میں دنیا کے آخر تک اُن کے ساتھ ساتھ رہیں گے۔

اِس کے بعد وہ اُن کے دیکھتے دیکھتے آسمان پر اُٹھائے گئے۔ حضرت عیسیٰ مسیح نے صعود فرمانے سے پہلے کِسی کو اپنا جانشین مقرر نہیں کیا اور نہ ہی اپنے بعد کِسی آنے والے نبی کے بارے میں پیشین گوئی کی جو اُنکے جانشین ہوں گے۔

شاگردوں نے اپنے مالک و خداوند کی جدائی کا ماتم نہیں کیا، کیونکہ وہ اب جانتے تھے کہ وہ رُوح میں ہمیشہ اُن کے ساتھ رہیں گے اور اپنے وعدہ کے مطابق ایک دن جسم میں پھر آئیں گے۔ وہ خوشی خوشی دُعا میں مشغول ہو گئے اور پاک رُوح کا انتظار کرنے لگے، جس کا وعدہ یسوؔع مسیح نے اُن کے ساتھ کیا تھا۔

مسیح کے آسمان پر اُٹھائے جانے کے دَس دن بعد یہودیوں کی عیدِ پنتکُست کے دِن، جبکہ شاگردوں میں سے ۱۲۰ ایک جگہ جمع تھے تو ایک عجیب واقعہ ہوا۔ انہوں نے تیز ہَوا کے چلنے کی سی آواز سُنی مگر وہ ہَوا نہ تھی۔ انہوں نے آگ کو زبانوں کی صورت میں اپنے اُوپر اترتے دیکھا، مگر وہ آگ نہ تھی۔ پھر وہ غیر زبانیں بولنے لگے جو اُنہوں نے کبھی سیکھی ہی نہیں تھیں۔ بہت سے لوگ، ملکی اور غیر ملکی، اُن کے گرد جمع ہو گئے اور ہر ایک شخص نے اپنی زبان میں خدا کے پیغام کو سُنا اور وہ سب اِس بات سے سخت حیران تھے۔

اُس وقت پطرؔس رسول اُٹھے اور لوگوں کو بتایا کہ اُن پر خدا کا پاک

رُوح نازل ہوا ہے جو مسیح نے انہیں دینے کا وعدہ کیا تھا۔ پھر پاک رُوح کی طاقت میں سرشار ہو کر پطرؔس نے حاضرین کو بتایا کہ گنہگاروں کے لیئے مسیح کا مرنا کیوں ضروری تھا اور کِس طرح خدا نے اُنہیں مُردوں میں سے زندہ کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ وہ اور باقی شاگرد مسیح کے جی اُٹھنے کے چشم دید گواہ ہیں! انہوں نے لوگوں پر زور دیا کہ وہ توبہ کریں اور مسیح پر ایمان لے آئیں تاکہ اُن کے گناہ معاف ہو جائیں۔ پاک رُوح نے پطرؔس رسول کو بڑے مؤثر طریقے سے اِستعمال کیا اور لوگوں کے دلوں پر بڑا اثر ہوا۔ اُس دن تین ہزار آدمی مسیح پر ایمان لے آئے اور انہوں نے مسیح کے نام میں پانی کا بپتسمہ لیا جو کہ گناہوں کی معافی کو ظاہر کرتا ہے۔

اِس کے بعد رسول اور مسیح کے دیگر پیروکار یرؔوشلیم میں اور دوسرے شہروں میں نجات کی اِس خوشخبری کو پھیلاتے رہے اور بہت سے لوگ ایمان لے آئے۔ کچھ عرصے کے بعد یہودی سرداروں نے ایمانداروں پر بڑے ظلم و ستم ڈھائے بلکہ اُن میں سے بعض کو قتل بھی کر دیا۔ اُس وقت بہت سے شاگرد فلسطین سے بھاگ گئے۔ لیکن جہاں کہیں بھی وہ گئے اُنہوں نے اِس خوشخبری کی منادی کی اور بہت سے اور یہودی ایمان لے آئے۔ ایک دِن خدا نے پطرؔس رسول کو ایک غیر یہودی فوجی افسر کے گھر نجات کی خوشخبری سنانے کو بھیجا۔ وہ اور اُس کا سارا گھرانا مسیح پر ایمان لایا اور بپتسمہ لیا اور اُنہیں بھی پاک رُوح ملا۔ چنانچہ یہ ظاہر ہوا کہ خدا چاہتا ہے کہ سب لوگ خواہ وہ یہودی ہوں یا غیر یہودی نجات پائیں۔

ایک یہودی سردار بنام ساؤؔل مسیح کے پیروکاروں کی سخت مخالفت کرتے تھے اور اُنہیں قید کرتے اور قتل کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جب وہ دمشق

شہر کو جا رہے تھے تاکہ مسیحیوں کو قید کریں تو راستے میں حضرت عیسیٰ مسیح اُن پر ظاہر ہوئے اور کہا "اے ساؤل تو مجھے کیوں ستاتا ہے"؟ جب ساؤل نے زندہ مسیح کو دیکھا تو ایمان لے آئے اور مسیح نے انہیں اپنا رسول مقرر کیا بعد میں وہ پولس کے نام سے مشہور ہوئے۔ اُنہوں نے بہت زیادہ خدمت کی اور مسیح کی اِس خوشخبری کو بہت سے رومیوں اور یونانیوں تک پھیلا دیا نیز اُنہوں نے نئے عہدنامہ کے ۱۳ خطوط بھی تحریر کئے۔

جب کوئی شخص نئے عہدنامہ میں مسیحی ایمان کے پھیلنے کے واقعات پڑھتا ہے تو اُسے معلوم ہو جاتا ہے کہ مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد بھی وہ اِس زمین پر کار فرما ہیں۔ لوگوں کی رُوح اور جسم کو شفا دینے کی خدمت جاری رہی۔ یہ اُنہوں نے رُوح کی صورت میں اپنے شاگردوں میں رہ کر کیا۔ جو کچھ پولس اور دیگر ایمانداروں نے کیا وہ درحقیقت مسیح اُن میں رہ کے کر رہے تھے۔ چونکہ وہ مُردوں میں سے جی اُٹھے اور زندہ ہیں، اِس لئے اُنہیں اِس بات کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ کسی کو اپنا جانشین مقرر کرتے، جیسے کہ بعض لوگ غلطی سے سمجھ بیٹھے ہیں کیونکہ وہ تو خود ہر وقت اپنے پیروکاروں کے ساتھ اِس جہان میں موجود ہیں۔ یہ ہماری کتنی خوش قسمتی ہے کہ ہمیں اِس قدر پیار کرنے والا اور اِتنا طاقتور نجات دہندہ ملا ہے جو اُن لوگوں کی ہر وقت مدد کرنے کے لئے تیار رہتا ہے جو اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ مسیح کی موت کے فوراً بعد کے پہلے سو سال میں مسیحی دین کا جو زبردست پھیلاؤ ہُوا وہ نہ تو تلوار کی مدد سے، نہ سیاسی چالاکی کی بدولت اور نہ ہی علم یا مسیحیوں کی دولت کے بل بوتے پر ہوا۔ رومی بادشاہی کے حصے حصے میں اور دیگر ممالک میں بھی لاکھوں یہودی اور بُت پرست

محض اِس لئے دائرہ مسیحیت میں داخل ہوئے اور خدا کے فرزند بن گئے کہ اُنہوں نے یہ خوشخبری سُنی کہ خدا مسیح یسوع میں ہو کر اُن سے پیار کرتا ہے۔ یہ اُن لوگوں کے دل و دماغ میں خدا کے پاک رُوح کی زبردست تاثیر کے باعث ہی ہوا۔

حضرت عیسیٰ مسیح کون ہیں؟

اب میرے دوست، مجھے یقین ہے کہ آپ یہ سوال ضرور پوچھیں گے کہ وہ عظیم ہستی جن کے حالاتِ زندگی سے مَیں نے مختصر طور پر آپ کو رُوشناس کرایا وہ کون ہیں؟ اِس موضوع پر بڑی موٹی موٹی کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور اُسے مختصر الفاظ میں بیان کرنا بہت مشکل ہے۔ تاہم میں اِسے بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ چونکہ وہ تمام معلومات جو کہ اِس ضمن میں قابلِ اعتبار ہیں، صرف بائبلِ مُقدس میں پائی جاتی ہیں، اِس لئے میں صرف اس سے ہی مدد لوں گا۔

جو کچھ اناجیلِ اربعہ میں مسیح کی زندگی کے بارے میں بیان کیا گیا ہے اُس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ حقیقی اِنسان تھے۔ گو اُن کے دنیاوی باپ نہ تھے، تو بھی وہ مُقدسہ مریم کی معرفت حضرت داؤد کی جو کہ ایک عظیم نبی اور بادشاہ تھے، نسل سے تھے۔ وہ عام بچوں کی طرح رُوح اور جسم میں پروان چڑھے۔ وہ کھاتے پیتے اور سوتے تھے۔ وہ بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ وہ تھک جاتے تھے۔ وہ خوشی اور غمی سے آشنا تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اِس قابل تھے کہ ہمارے دُکھ درد میں ہماری مدد کریں (عبرانیوں ۲: ۱۸؛ ۴: ۱۵)۔

گو مسیح اِنسان تھے تو بھی وہ تمام آدمیوں سے مختلف تھے۔ تمام اِنسان، یہاں تک کہ خدا کے پاک بندے اور خدا کے نبی بھی کبھی نہ کبھی خدا کی حکم عدولی

کے مرتکب ہوئے لہٰذا گنہگار ٹھہرے لیکن مسیح نے اپنی ساری زندگی میں کبھی بھی خدا کی مرضی کے خلاف نہ ہی کلام اور نہ ہی کام کیا۔ بلکہ اُن کے دل میں گناہ کا خیال تک نہیں آیا۔ فقط وہ ہی ایک انسان تھے جو گناہ سے پاک تھے (۱-پطرس ۲ : ۲۲ ؛ ۱-یوحنا ۳ : ۵)۔ انہوں نے نہ صرف گناہ ہی نہ کیا بلکہ اُن کی اور خدا کی مرضی میں ہر وقت مطابقت رہی۔ درحقیقت صرف وہی ایک کامل انسان تھے۔

وہ لوگ جنہوں نے مسیح کے کاموں کا مشاہدہ کیا وہ اُن کی قدرت کو دیکھ کر حیران ہوتے تھے۔ ایک دفعہ انہیں ایک جنم کا اندھا ملا، تو اُنہوں نے اُسے آنکھیں بخش دیں۔ ایک اور موقع پر جبکہ وہ اور ان کے شاگرد ایک چھوٹی سی کشتی میں سفر کر رہے تھے تو طوفان آگیا۔ مگر اُنہوں نے ہَوا کو ڈانٹا تو ہَوا تھم گئی اور پانی ساکن ہوگیا۔ اُنہوں نے لعزر نامی شخص کو جسے مرے ہوئے چار دن ہو گئے تھے پکارا، تو وہ زندہ ہوگیا اور اپنی قبر سے نکل آیا اور اپنے گھر چلا گیا۔ لیکن سب سے حیران کن بات یہ ہے کہ اُنہوں نے یہ پیشین گوئی کی کہ صلیبی موت سہنے کے تین دن بعد جی اُٹھیں گے۔ وہ اپنے وعدہ کے مطابق جی اُٹھے اور اپنے حواریوں سے ملے۔ کیا، مسیح کے علاوہ کسی اور انسان نے ایسے کام کئے ہیں؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ چنانچہ یہ ظاہر ہے کہ مسیح انسان ہوتے ہوئے بھی، انسانوں سے کہیں بڑے ہیں۔ تو پھر وہ کون ہیں؟

جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ مسیح نے دعوےٰ کیا کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف یہودی کونسل کے سامنے جبکہ اُن کا مقدمہ پیش ہوا، بلکہ اِس سے کئی بار پہلے بھی انہوں نے یہ عظیم دعوےٰ کیا تھا۔ اس کے علاوہ، وہ عموماً خُدا کو "باپ" کہہ کر پکارتے تھے۔ ایک دفعہ جب اُنہوں نے یہ کہا

کہ "مَیں اور باپ ایک ہیں"، تو دشمنوں نے انہیں سنگسار کرنے کے لئے پتھر اُٹھائے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ انہوں نے کفر بکا ہے۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ وہ جھوٹے یا کفر بکنے والے نہیں تھے۔ جو کچھ انہوں نے کہا وہ بالکل سچ تھا۔

ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ وہ خُدا کے بیٹے نہیں تھے تو وہ انہیں جھوٹا ٹھہراتا ہے۔ اگر وُہ جھوٹے ہیں تو کسی کو بھی اُن پر ایمان نہ لانا چاہیئے لیکن جب مسیح نے یہ دعوےٰ کیا تو وہ محض خدا کے وُہ الفاظ دُہرا رہے تھے جو ان کے بپتسمہ کے موقع پر سنائی دیئے تھے "یہ میرا پیارا بیٹا ہے"۔ مسیح کے رسولوں نے جتنی بھی کتابیں تحریر فرمائیں ان سب میں یہی بیان کیا کہ وہ خُدا کے بیٹے ہیں اور دنیا کے تمام مسیحیوں نے اس کی صداقت کا یقین کیا ہے۔

یہ تو آپ جانتے ہی ہوں گے کہ یہاں بیٹے سے مراد جسمانی بیٹا نہیں بلکہ رُوحانی بیٹا ہے۔ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ خدا کی کوئی بیوی نہیں کہ اسکے بیٹا ہو۔ یہ خیال ہی نہایت لغو اور ناممکنات میں سے ہے۔

انجیل مقدس میں مسیح کو "خدا کا کلام" بھی کہا گیا ہے۔ "اِبنُ اللہ" کا لقب اُن کی خدا کے ساتھ نزدیکی اور یک جہتی کو ظاہر کرتا ہے تو "خدا کا کلام" یہ ظاہر کرتا ہے کہ خدا آدمیوں کے ساتھ مسیح یسوع کے وسیلہ سے کلام کرتا ہے۔ چنانچہ بائبل مقدس میں یُوں مرقوم ہے کہ "ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا۔ یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ سب چیزیں اُس کے وسیلہ سے پیدا ہوئیں اور جو کچھ پیدا ہؤا ہے اُس میں سے کوئی چیز بھی اُس کے بغیر پیدا نہیں ہوئی۔ اُس میں زندگی تھی . . . . اور کلام مجسم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا اور ہم نے

اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال" (یوحنّا ۱ : ۱-۱۴)۔

اِس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا جس نے پہلے اپنا اظہار نبیوں اور کتابوں کے وسیلہ سے کیا، اب اُس نے اپنا کامل اظہار ایک کامل اِنسان کے ذریعہ سے کیا جو انبیاء سے کہیں بڑا ہے اور جو درحقیقت خدا کے ساتھ ایک ہے۔ چنانچہ انجیلِ مُقدّس کی مندرجۂ بالا آیات یہی بیان کرتی ہیں کہ وہ خدا کے کلام ہیں اور ابتدا سے ہیں اور اُن کے وسیلہ سے سب چیزیں پیدا ہوئیں۔ اور پھر وقت مقررہ پر اُس ازلی کلام نے جسمانی روپ اختیار کیا اور کنواری مریمؔ کے ہاں پیدا ہوئے اور یسوؔع مسیح کہلائے۔ چنانچہ کلامِ مقدّس سے ظاہر ہے کہ اُن کی دو طبیعتیں تھیں۔ الٰہی طبیعت اور انسانی طبیعت۔ لہٰذا مسیح، خدا اور اِنسان دونوں ہیں۔

یہودی رسول جو کہ سب سے پہلے مسیح پر ایمان لائے، وہ کٹّر توحید پرست تھے اور اِس بات پر ایمان رکھتے تھے کہ خدا ایک ہے۔ لیکن مسیح کے ساتھ تقریباً تین سال تک رہنے کے بعد انہیں یقین ہو گیا کہ خدا اور مسیح ایک ہیں۔ چنانچہ پطرؔس رسُول نے اقرار کیا کہ "تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے" (متی ۱۶ : ۱۶)۔ اور پھر جب توماؔ رسُول نے مسیح کو جی اُٹھنے کے بعد دیکھا تو چلّا اُٹھے "اَے میرے خداوند، اَے میرے خُدا" (یُوحنّا ۲۰ : ۲۸)۔ اِن دونوں موقعوں پر مسیح نے اپنے شاگردوں کے ایمان کی تعریف کی اور توماؔ کو کہا "تُو تو مجھے دیکھ کر ایمان لایا ہے۔ مبارک وہ ہیں جو بغیر دیکھے ایمان لائے" (یُوحنّا ۲۰ : ۲۴-۲۹)۔ اگر ہم بھی اُس پر ایمان لاتے ہیں کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں تو ہم بھی مبارک ہوں گے۔

مجھے معلوم ہے کہ اب آپ پوچھیں گے کہ جبکہ خُدا ایک ہے تو یسوؔع مسیح

اُس کے بیٹے کیسے ہو سکتے ہیں ؟ درحقیقت یہ بھید اِتنا بڑا ہے کہ ہماری محدود عقل اِسے سمجھ نہیں سکتی۔ خدا کی ذات کو خُدا کے علاوہ کون جان سکتا ہے ؟ لیکن ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا قادرِ مطلق ہے۔ اور جو کچھ چاہے سو کر سکتا ہے بشرطیکہ اِس فعل میں اور اسکی پاک ذات میں کوئی تضاد نہ ہو۔ اس کے علاوہ خدا کی بنائی ہوئی چیزیں بھی خدا کے بارے میں گو مبہم ہی سہی مگر ایک بہت بڑی حقیقت کو بیان کرتی ہیں۔ ذرا سُورج پر غور فرمائیں۔ وہ اِتنا بڑا اور اِتنا گرم ہے کہ اگر وہ زمین کے نزدیک آ جائے تو سب کچھ بھسم کر دے گا۔ لیکن وہ دور ہی رہ کر اپنی روشنی ہم تک پہنچاتا ہے اور اپنی دھوپ کے وسیلہ سے ہماری زمین کو گرم رکھتا ہے۔ سورج اور دھوپ دونوں ایک ہیں۔ بالکل اِسی طرح ہمارا عظیم خدا، جسے اکثر "شمس حقیقت" بھی کہا جاتا ہے، اپنی روشنی جو اُس کے ساتھ ایک ہے ہم تک پہنچاتا ہے تاکہ ہمیں زِندگی مل جائے۔ خدا اپنی اِس روشنی کو اپنا کلام اور اپنا بیٹا کہتا ہے۔ یہی روشنی یسوؔع مسیح کہلائی جس نے اپنے متعلق کہا "دنیا کا نور مَیں ہُوں۔ جو میری پیروی کرے گا وہ اندھیرے میں نہ چلے گا بلکہ زندگی کا نور پائے گا" (یوحنّا ۸ : ۱۲)۔ جب ہم سورج کی روشنی یا دھوپ کو دیکھتے ہیں تو ہم سوُرج کو دیکھتے ہیں۔ اِسی طرح مسیح نے اپنے متعلق کہا "جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا" یعنی خدا کو (یوحنّا ۱۴ : ۹)۔ چنانچہ ہم مسیحیوں کو یقینِ کامل ہے کہ خدا خود مسیح میں ہمارے پاس آیا ہے۔

میرے عزیز دوست، کیا آپ کو یہ عجیب معلوم ہوتا ہے کہ خدا ہم گنہگاروں کو بچانے کے لئے اِس طرح دنیا میں آئے ؟ لیکن خدا ہمیشہ محبت میں کام کرتا اور اِس کا مسیح میں اس جہان میں ہمارے پاس آنا، اس کے کامِل الٰہی

پیار کو ظاہر کرتا ہے۔ آپ نے اُس نیک دِل بادشاہ کی کہانی تو سُنی ہوگی جو اپنی رعایا سے اِتنی محبت رکھتا تھا کہ کبھی کبھی وہ اپنا شاہی لباس اُتار کر غریبوں کے سے کپڑے پہن کر اُن کے گھروں میں جاتا اور اُن سے باتیں کیا کرتا اور اُنکی مدد کرتا تھا۔ گو یہ ایک ناقص سی مثال ہے مگر پھر بھی اِس بات پر کچھ نہ کچھ روشنی ڈالتی ہے کہ کس طرح خدا کے بیٹے نے اپنا آسمانی جلال چھوڑا اور اِنسان کی صورت میں غریب بنا تاکہ خُدا کے پیار کو اِنسان پر ظاہر کرے اور لوگوں کو خُدا کے پاس کھینچ لائے۔ یہ کتنا عجیب و غریب پیار تھا!

مسیح کی زمینی زندگی کا کیا مقصد تھا؟

مَیں بیان کر چکا ہُوں کہ اِنسان نے کِس طرح خدا کے خلاف بغاوت کی۔ اِس بغاوت کا نتیجہ یہ نکلا کہ نہ صرف پاک خدا اور اِنسان کے درمیان گناہ کی دیوار حائل ہوگئی بلکہ انسان اِس قابل ہی نہ رہا کہ خدا کی اطاعت کرے اور خدا کے ساتھ ساتھ چلے۔ لہٰذا خدا نے خود اِس گناہ کی دیوار کو ہٹانے اور انسان کے گناہ آلودہ دِل کو بدلنے کا فیصلہ کیا تاکہ وہ اِس قابل بنے کہ خدا کو پیار کرے اور اُس کا حکم مان سکے۔ خدا نے یہ کس طرح کیا؟ اب میں آپکے سامنے مسیحی مذہب کی سب سے اہم تعلیم پیش کروں گا۔

خُدا نے آدم و حوا کو کہا تھا کہ اگر وہ اُس کا حکم نہ مانیں گے تو مر جائینگے۔ لیکن ہمارے پہلے والدین نے خدا کے حکم کی عدولی کی اور نیک و بد کی پہچان کے درخت کے پھل کو کھا لیا۔ لہٰذا خدا نے اُن پر موت کا حکم صادر فرمایا۔ گو خُدا نے انہیں سزا دی، تو بھی اُس نے اُن کے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ اُن سے اور اُن کی نسل سے دست بردار نہیں ہوگا۔ شیطان نے سانپ کی صُورت

میں آ کر اُنہیں دھوکا دیا تھا، اِس لئے خُدا نے اُنہیں بتایا کہ "عَورت کی نسل" سے ایک شخص پیدا ہوگا جو کہ سانپ کے سر کو کچلے گا اور وہ اُس کی ایڑی پر کاٹے گا (پیدائش ۳: ۱۵)۔ خدا کی اِس سے مراد یہ تھی کہ عورت سے ایک نجات دہندہ پیدا ہوگا جو کہ شیطان کو شکست دے گا۔ لیکن اِس کام کو انجام دیتے وقت وہ خود بھی زخمی ہو جائے گا۔ یہ حضرت عیسیٰ مسیح کے متعلق سب سے پہلی پیشینگوئی تھی۔

بہت عرصہ بعد خُدا نے یسعیاہ نبی کی معرفت اِسی ضمن میں ایک صاف اور صریح وعدہ کیا۔ یسعیاہ نبی نے اپنی کتاب میں، جو کہ مسیح کی پیدائش سے کئی سو سال پہلے تحریر ہوئی تھی، یہ پیشین گوئی کی کہ ایک ایسا شخص ظاہر ہونے والا ہے جو کہ گنہگاروں کے بدلے دُکھ اٹھائے گا اور موت سہے گا تاکہ اُن کے گناہ معاف ہو سکیں اور وہ زندہ رہ سکیں۔ چنانچہ یوں مرقوم ہے کہ "وہ ہماری خطاؤں کے سبب سے گھائل کیا گیا اور ہماری بدکرداری کے باعث کچلا گیا۔ ۔ ۔ تاکہ اُس کے مار کھانے سے ہم شفا پائیں۔ ہم سب بھیڑوں کی مانند بھٹک گئے۔ ۔ ۔ خداوند نے ہم سب کی بدکرداری اس پر لادی۔ ۔ ۔ ۔ اُس نے بہتوں کے گناہ اُٹھائے اور خطاکاروں کی شفاعت کی" (یسعیاہ باب ۵۳)۔ مختصر الفاظ میں یہاں یہ پیشین گوئی ہے کہ وہ نجات دہندہ جس کا وعدہ خُدا نے کیا تھا اپنی جان گنہگاروں کے لئے بطور فدیہ دے گا۔

یسوع مسیح نے یہی کچھ کیا۔ یحییٰ نبی نے کہا کہ "یہ خدا کا برّہ ہے جو دُنیا کا گناہ اٹھائے جاتا ہے" (یوحنا ۱: ۲۹)۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ مسیح نے بھی اپنی موت سے پہلے یوں کہا "یہ میرا وہ عہد کا خون ہے جو بہتوں کے لئے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے" (متی ۲۶: ۲۸)۔ پھر انہوں نے

اپنی خوشی سے اپنی جان قربان کر دی۔ انہوں نے خدا کی محبت اور اپنے الٰہی پیار کو گنہگاروں کو بچانے کے لئے اپنی جان دے کر ظاہر کیا۔ چنانچہ پولس رسول نے فرمایا "خدا اپنی محبت کی خوبی ہم پر یوں ظاہر کرتا ہے کہ جب ہم گنہگار ہی تھے تو مسیح ہماری خاطر مُوا" (رومیوں ۵: ۸)۔ اور حضرت عیسیٰ مسیح نے کہا "خدا نے دُنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے" (یوحنا ۳: ۱۶)۔

چونکہ خدا عادل ہے' اس لئے وہ گنہگار انسان کو بغیر سزا دیئے معاف نہیں کرے گا۔ کوئی بھی انسان اِتنا نیک نہیں ہے' خواہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہو کہ وہ تمام جہان کے تو درکنار اپنے گناہ کا ہی فدیہ دے سکے۔ لہٰذا خدا کو خود ہی یہ کام انجام دینا پڑا۔ اپنے بیٹے کی موت میں جو کہ اُس کے ساتھ ایک ہے خُدا نے اُن تمام لوگوں کا قرض ادا کیا جو اس پر ایمان لاتے ہیں۔

خدا کا بیٹا اِتنا عظیم ہے کہ اس کی واحد قربانی تمام جہان کے گُناہ کا کفارہ دینے کو کافی ہے۔ چنانچہ اب کسی اور قربانی کی ضرورت نہیں ہے۔ اِس طرح مسیح نے وہ رکاوٹ جو خدا اور انسان کے درمیان حائل تھی دُور کر دی اور گنہگار انسانوں کے لئے جن کے گناہ معاف ہو چکے ہیں یہ ممکن بنا دیا کہ وہ پاک خدا کے نزدیک آئیں۔ نہ صرف مسیح نے ہمیں دوسروں کی نسبت خدا کے متعلق زیادہ بتایا' بلکہ انہوں نے اپنی پاکیزہ زندگی اور گنہگاروں کے لئے موت کے وسیلہ سے گویا ہمارے سامنے خدا کے دل کو کھول کر رکھ دیا۔

ایران میں ایک دفعہ ایک شخص نے مجھے کہا کہ "مَیں مسیحی بننے سے پہلے سمجھتا تھا کہ مَیں خدا کو جانتا ہوں' لیکن مَیں نے خدا کو حقیقی طور پر صرف اُس وقت

جانا جبکہ اُسے مسیح میں دیکھا"۔ خُدا کا کوئی بھی متلاشی اُسے مسیح میں پائیگا۔

مسیح یسوع کے بارے میں اس بیان کو ختم کرنے سے پیشتر میں اُنکے چند نام اور خطابات کا ذکر کرنا چاہتا ہُوں:-

۱۔ اُن کا نام یسوع ہے۔ یہ نام ایک عبرانی لفظ سے لیا گیا ہے جس کا مطلب ہے "یہوواہ نجات ہے"۔
۲۔ ان کا سب سے بڑا خطاب "مسیح" ہے۔ یہ ایک عبرانی لفظ سے لیا گیا ہے جس کا مطلب ہے "مسح کیا ہُوا"۔ خدا نے اُنہیں ازلی و ابدی بادشاہ ہونے کے لئے مسح کیا۔ یہودی اِس لفظ کو اُس بادشاہ کے لئے اِستعمال کرتے تھے جس کی آمد کے بارے میں نبیوں نے پیشین گوئیاں کی تھیں۔
۳۔ وہ "عمانوایل" ہیں جس کا ترجمہ ہے "خُدا ہمارے ساتھ"۔
۴۔ وہ "خدا کے بیٹے" ہیں۔
۵۔ وہ "خُدا کا کلام" ہیں۔
۶۔ وہ "ابن آدم" ہیں۔ اس خطاب کو مسیح نے اکثر اپنے لئے اِستعمال کیا۔ وہ انسان اور خدا دونوں ہیں۔
۷۔ وہ "خدا کا برّہ" ہیں۔
۸۔ وہ "دنیا کے نجات دہندہ" ہیں۔
۹۔ وہ "بادشاہوں کے بادشاہ" ہیں۔
۱۰۔ وہ "خداوند" ہیں۔
۱۱۔ وہ "اچھا چرواہا" ہیں۔
۱۲۔ وہ "راہ" ہیں۔

۱۳۔ وہ "حق" ہیں۔

۱۴۔ وہ "زندگی" ہیں۔

۱۵۔ وہ "زندگی کی روٹی" ہیں۔

۱۶۔ وہ "انگور کا حقیقی درخت" ہیں۔

۱۷۔ وہ "پچھلا آدم" ہیں۔

۱۸۔ وہ "منصف" ہیں۔

۱۹۔ وہ "سردار کاہن" ہیں۔

۲۰۔ وہ "قیامت" ہیں۔

۲۱۔ وہ "جلال کے خداوند" ہیں۔

خُدا سے مُعافی پانے اور گُناہ کی طاقت سے بچنے کے لئے اِنسان کو کیا کرنا ہے؟

اب میرے دوست، ہم ایک ایسے سوال پر غور کرنے لگے ہیں جو میرے، آپ کے اور تمام دنیا کے لئے نہایت اہم ہے۔ چونکہ ہم سب گنہگار ہیں، اِس لئے ہمیں خدا سے یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ ہمارے گناہ کس طرح مُعاف ہو سکتے ہیں اور اُس کی نظروں میں ہم کیوں کر مقبول ٹھہر سکتے ہیں۔ یہ تو آپ جانتے ہی ہوں گے کہ اِس کے بارے میں مختلف خیال ہیں۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ وہ کسی خاص نسل سے تعلق رکھتے یا کِسی خاص مذہب کے پیروکار ہیں اِس لئے خدا یقیناً انہیں قبول کرے گا۔ بعض یہ سمجھتے ہیں کہ وہ نیک کاموں سے اپنے بُرے کاموں کی تلافی کر سکتے ہیں۔ اِس طرح وہ

اپنی نجات کا خُود بندوبست کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کچھ لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ کوئی نبی یا ولی اللہ ان کی سفارش کرے گا جس کی بنا پر خُدا انہیں معاف کر دے گا۔ لیکن بائبل مُقدس یہ بیان کرتی ہے کہ کوئی شخص بھی اِس ابدی نجات کو حاصل نہیں کر سکتا۔ کوئی بھی اِتنا نیک نہیں ہے کہ پاک خُدا اُسے قبُول کرلے۔

تو پھر کیا ہم گنہگاروں کے لئے کوئی اُمید نہیں ہے؟ ہاں، خُداوند کی تعریف ہو، اُمید ہے۔ جو کچھ ہم خُود اپنے لئے نہ کر سکے اور نہ ہی نبی ہمارے لئے کر سکے، خُدا نے اپنے پیار میں بڑی رحمت سے ہمارے لئے کیا۔ خُدا نے مسیح میں ہو کر ہمارے گناہ کی سزا خود اُٹھالی۔ چنانچہ کتابِ مُقدس میں مرقوم ہے کہ "وُہی ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے اور نہ صرف ہمارے ہی گناہوں کا بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کا بھی۔ ۔ ۔ اُس کے بیٹے یسوؔع کا خُون ہمیں تمام گناہ سے پاک کرتا ہے۔ ۔ ۔ اگر اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ ہمارے گناہوں کے مُعاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سچّا اور عادل ہے" (۱۔ یوحنّا ۲ : ۲ ؛ ۱ : ۷، ۹)۔

چنانچہ ہمیں معلوم ہوا کہ جو راستہ خُدا نے ہمیں اپنے پاس بُلانے اور ہمیں قبول کرنے کے لئے کھولا ہے، وہ یسوؔع مسیح پر ایمان ہے۔ اِس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ اِسی ضمن میں مسیح نے فرمایا "راہ اور حق اور زندگی میں ہوں۔ کوئی میرے وسیلہ کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا" (یُوحنّا ۱۴ : ۶)۔ خُدا نے اپنے بیٹے کو دنیا کو بچانے کو بھیجا۔ چنانچہ مسیح تمام لوگوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اُن کے پاس آئیں۔ اور اُنہوں نے یہ وعدہ کیا کہ جو بھی اُن کے پاس آئے گا اُسے وہ ہرگز نکال نہ دیں گے۔ اِس سے یہی نتیجہ

نکلتا ہے کہ اگر اِس دُنیا میں کوئی شخص بھی خواہ وہ مرد ہو یا عورت، جوان ہو یا بوڑھا، غریب ہو یا امیر، عالم ہو یا جاہل اور نیک ہو یا بد، اپنے گناہوں سے نفرت کرتا ہے اور یسوع مسیح پر جو خدا کے بیٹے ہیں ایمان لاتا ہے تو اُس کے گناہ یقیناً معاف ہو جاتے ہیں۔ لیکن ہمیں یہ جاننا چاہیئے کہ حضرت عیسیٰ مسیح پر محض ذہنی طور پر ایمان نہیں لانا ہے۔ صرف ذہنی قابلیت ہی سچا ایمان نہیں ہے۔ بلکہ مسیح پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اپنے آپ کو اُن کے ہاتھوں میں پورے طور پر سونپ دے، جیسا کہ ایک بیمار اپنے آپ کو ڈاکٹر کے ہاتھوں میں دے دیتا ہے اور اِس پر شفا کیلئے بھروسہ کرتا ہے۔

ہمیں یہ جان کر بہت خوشی ہوتی ہے کہ حضرت ابراہیم اور پُرانے زمانہ کے دیگر انبیاء کی طرح حضرت عیسیٰ مسیح قبر میں نہیں ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اور رُوح میں ہمارے ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ جس طرح وہ اُس وقت فلسطین میں اُن لوگوں کو شفا دیتے تھے جو ایمان کے ساتھ اُن کے پاس آئے اِسی طرح اب بھی وہ ہمیں بچا سکتے ہیں۔ وہ سورج کی مثال کی طرح، زمین پر بھی ہیں اور اپنے باپ کے پاس آسمان پر بھی ہیں۔ وہ ہمیشہ خدا کی حضوری میں رہتے ہیں اور متواتر ایمانداروں کی شفاعت کرتے رہتے ہیں۔ بائبل مُقدس بیان کرتی ہے کہ "اِسی لئے جو اُس کے وسیلہ سے خدا کے پاس آتے ہیں، وہ اُنہیں پُوری پُوری نجات دے سکتا ہے کیونکہ وہ اُن کی شفاعت کیلئے ہمیشہ زندہ ہے" (عبرانیوں ۷: ۲۵)۔ اُن کی صلیبی موت اور متواتر شفاعت ایمانداروں کو صرف دوزخ ہی سے نہیں بچاتی بلکہ وہ انہیں خُدا کے نزدیک لے آتی ہے اور انہیں اِس خراب جہان میں پاکیزہ زندگی گزارنے کے

قابل بنا دیتی ہے۔

میرے دوست، میری دِلی دُعا ہے کہ آپ اور وہ تمام لوگ جو حق کی تلاش کر رہے ہیں، نجات کی اِس بخشش کو جو یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہے قبول کرنے کو تیار ہو جائیں۔ کوئی شخص بھی نجات خرید نہیں سکتا۔ خدا اِس کو بخشش کے طور پر ہر اُس اِنسان کو دیگا جو ایمان کا ہاتھ بڑھا اُسے قبول کرے۔

پاک رُوح کون ہے؟

آپ کو یاد ہو گا کہ جب حضرت عیسیٰ مسیح نے یحییٰ نبی کے ہاتھ سے بپتسمہ پایا تو پاک رُوح اُن پر اُترا۔ پھر مسیح نے بھی آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے اپنے حواریوں سے وعدہ کیا کہ وہ اُنہیں دُوسرا مددگار یعنی پاک رُوح عطا کریں گے تاکہ وہ انجیلِ مُقدس کی تبلیغ میں انکی راہنمائی کرے اور تقویت دے۔ وعدہ کے مُطابق، مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کے دس دن بعد تمام ایمانداروں پر رُوح پاک نازل ہوا۔ چنانچہ ایمانداروں نے اسی کے زور اور اختیار میں لوگوں کے سامنے مسیح کا پیغام پیش کیا اور ہزاروں حضرت عیسیٰ مسیح پر ایمان لائے۔ یہ پاک رُوح کون ہے؟ بعض لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ جبرائیل فرشتہ یا کوئی نبی ہے۔ اَوروں نے یہ سمجھا کہ یہ انسان پر الٰہی تاثیر ہی ہے۔ بائبل مُقدس تو یہ بیان کرتی ہے کہ پاک رُوح ہماری طرح مخلوق نہیں ہے، بلکہ وہ خدا کا رُوح ہے اَور خدا کے ساتھ ایک ہے۔ اور جب ہم پاک رُوح کے کاموں پر غور کریں تو اِس بات کی تصدیق ہو جاتی ہے۔

ایک دِن یسوؔع مسیح نے ایک عالمِ شرع بنام نیکدیمس سے کہا کہ خُدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کے لئے اُسے نئی پیدائش کی ضرورت ہے۔ جب نیکدیمسؔ نے حیران ہو کر پُوچھا کہ جب آدمی بوڑھا ہو گیا تو کیونکر دوبارہ اپنی ماں کے پیٹ میں داخل ہو کر پیدا ہو سکتا ہے تو یسوؔع نے جواب دیا کہ نئی پیدائش رُوح کا کام ہے۔ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ جس طرح خدا ہی ہمیں جسمانی زِندگی عطا کرتا ہے اُسی طرح صرف وہی ہمیں رُوحانی زِندگی عطا کر کے نیا بنا سکتا ہے۔ جب لوگ گناہ میں زِندگی بسر کرتے ہیں تو وہ شیطان کے فرزند ہیں لیکن خُدا انہیں پاک رُوح کے وسیلہ سے تبدیل کر سکتا ہے اور جب وہ نئے سرے سے پیدا ہو جاتے ہیں تو وہ خُدا کے فرزند بن جاتے ہیں۔

مزید براں پاک رُوح خدا کی مُقدّس کتابوں کا مصنف بھی ہے کیونکہ وہ پُرانے زمانہ کے نبیوں مثلاً داؔؤد اور یسعیاہ وغیرہ کا کامل راہنما اور اُستاد تھا۔ اِسی طرح اُس نے نئے عہدنامہ کی کتابوں کے مصنفوں مثلاً متّی، لُوقا اور پولسؔ رسُول وغیرہ کی راہنمائی کی۔ چنانچہ کتابِ مُقدّس میں لکھا ہے "یہ جان لو کہ کتابِ مُقدّس کی کِسی نبوّت کی بات کی تاویل کِسی کے ذاتی اختیار پر موقوف نہیں۔ کیونکہ نبوّت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی بلکہ آدمی رُوح اُلقدُس کی تحریک کے سبب سے خُدا کی طرف سے بولتے تھے" (۲-پطرس ۱ : ۲۰)۔ جس طرح خدا کا رُوح بائبل مُقدّس کے مصنفوں کا راہنما بنا، اِسی طرح وہ خدا کے کلام کا مُطالعہ کرنے والوں کا کامل راہنما اور اُستاد ہے۔ اِس ضمن میں حضرت عیسیٰ مسیح نے فرمایا "رُوحُ القُدس، جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا، وہی تمہیں سب باتیں

سکھائے گا اور جو کچھ مَیں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا" (یوحنا ۱۴ : ۲۶)۔

بے شک، جب مسیح نے اپنے حواریوں کو بتایا کہ وہ مصلوب ہوں گے اور پھر زندہ ہو کر آسمان پر اُٹھائے جائیں گے تو وہ پریشان ہوئے ہونگے۔ لیکن اُنہوں نے یہ کہہ کر اُنہیں تسلّی دی کہ وُہ رُوحِ پاک کو بھیجیں گے جو اُن کی راہنمائی کرے گا اور اُنہیں قوت دے گا۔ ساتھ ہی انہوں نے یہ وعدہ بھی کیا کہ وہ یعنی مسیح خُود رُوح میں ہمیشہ اُن کے ساتھ رہیں گے۔ مسیح کے آسمان پر اُٹھائے جانے کے دس دِن بعد پاک رُوح اُن کے پیروکاروں پر نازل ہوا۔ اور اِسی پاک رُوح نے اُنہیں تبدیل کر دیا۔ اُس وقت سے لے کر اب تک خدا کا پاک رُوح مسیح کے سچّے پیروکاروں میں سکونت کرتا رہا۔ اور مسیح کے وعدے کے مطابق وہ اُن میں سکونت کرتا رہے گا (یوحنا ۱۴ : ۲۵-۲۷؛ اعمال ۱ : ۵-۸؛ ۲ : ۱-۴)۔

اِس بات کو یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ صرف خُدا کا پاک رُوح ہی گنہگار اِنسان کی آنکھوں کو کھولتا ہے کہ وُہ جانے کہ مسیح کون ہیں۔ بائبل مُقدّس میں مرقوم ہے کہ "اور نہ کوئی رُوحُ القدُس کے بغیر کہہ سکتا ہے کہ یسوؔع خداوند ہے" (۱-کرنتھیوں ۱۲ : ۳)۔ چنانچہ اِس میں حیران ہونے کی کوئی بات نہیں کہ وہ لوگ جن میں پاک رُوح سکونت نہیں کرتا وہ کیوں مسیح کو "خُداوند" اور "اِبنُ اللہ" نہیں کہہ سکتے؟

جس طرح خدا کا پاک رُوح ہمیں نئی پیدائش اور مسیح کے بارے میں صحیح علم بخشتا ہے اُسی طرح وہ ہمارے گنہگار دل کی حالت بھی ہم پر ظاہر کرتا ہے اور ہمیں اِس قابل بناتا ہے کہ ہم توبہ کریں اور اپنے گناہوں کو

ترک کر دیں۔ جونہی کوئی مسیح پر ایمان لاتا ہے، خدا اُس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اپنا لے پالک فرزند بنا لیتا ہے اور اُسے ایک نیا دل بخش دیتا ہے۔ لیکن اُس کی پُرانی طبیعت بھی اُس میں رہتی ہے اور اُسے بُرائی کی طرف کھینچنے کی کوشش کرتی رہتی ہے۔ اور شیطان تو ہمیشہ ایماندار کو خدا کی نافرمانی کے لئے اکساتا رہتا ہے۔ لیکن پاک رُوح جو ایماندار میں سکونت کرتا ہے وہ اُسے بُرائی کا مقابلہ کرنے میں مدد دیتا ہے اور اُس میں نیک خصائل پیدا کر دیتا ہے، مثلاً محبت، پرہیزگاری، ایمانداری، خوشی اور اطمینان وغیرہ (گلتیوں ۵ : ۲۲-۲۴)۔

جب تک ایماندار زندہ رہتا ہے، خدا کا پاک رُوح اُس میں کام کرتا رہتا ہے اور اُسے بتدریج بدلتا رہتا ہے تاکہ وہ اپنے مالک و خداوند کے ہمشکل بن جائے۔ کیونکہ خدا کا مقصد و مدعا یہی ہے کہ ہم اُس کے بیٹے کی طرح کامل بن جائیں۔ لیکن پوری طرح ہم صرف اس وقت کامل بنینگے جبکہ ہم آسمان پر پہنچیں گے (۱۔ یوحنا ۳ : ۲)۔ اِس کے علاوہ اور بہت سے طریقوں سے پاک رُوح ہماری مدد کرتا ہے مثلاً وہ ہمیں دُعا مانگنا سکھاتا ہے اور خداوند کی خدمت کرنے میں مدد و قوت دیتا ہے (رومیوں ۸ : ۲۶-۲۷؛ اعمال ۱۳ : ۲-۴؛ ۱۶ : ۶-۷)۔

اِن تمام حقائق سے ہم صرف یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ درحقیقت پاک رُوح کی صورت میں خود خدا، ایمانداروں میں سکونت کرتا ہے۔ یہ کتنا بڑا اور انمول حق ہے کہ عظیم و پاک خدا اپنے رُوح کے ذریعہ خود آدمیوں میں سکونت کرے۔ خدا انسان کو اس سے بڑا انعام اور کیا دے سکتا تھا۔ یہ بخشش کن لوگوں کو ملتی ہے؟ ہمیں معلوم ہے کہ پُرانے وقتوں میں خدا

اپنا رُوح نبیوں اور مُقدسین کو دیتا تھا۔ لیکن جب خُدا نے اپنے بیٹے کو اِس جہان کا نجات دہندہ بنا کر دے دیا تو وہ اُن تمام لوگوں کو بھی اپنا پاک رُوح دیتا ہے جو اس پر ایمان لاتے ہیں۔ مسیح نے ایک دفعہ کہا "جب تم بُرے ہو کر اپنے بچوں کو اچھی چیزیں دینا جانتے ہو تو آسمانی باپ اپنے مانگنے والوں کو رُوح القدس کیوں نہ دے گا" خدا صادق القول ہے۔ جب کبھی کوئی شخص مسیح پر ایمان لاتا ہے اور اُنہیں اپنا خداوند و مالک قبول کر لیتا ہے اور خدا سے پاک رُوح مانگتا ہے تو وہ اُسے پاک رُوح دیتا ہے۔ جس طرح ہم ہر روز خدا سے روٹی کیلئے درخواست کرتے ہیں، اُسی طرح ہمیں خدا سے درخواست کرنی چاہیئے کہ وہ ہمیں ہر روز پاک رُوح سے معمور کرتا رہے۔ چنانچہ مسیح نے فرمایا "مانگو تو تمہیں دیا جائے گا" (لوقا ۱۱ : ۹-۱۳)۔

تثلیث فی التوحید سے کیا مُراد ہے؟

جب سے مَیں نے آپ کو یہ بتایا ہے کہ مسیحی ایک ہی خدا پر ایمان رکھتے ہیں، اُس وقت سے آپ یہ پوچھنا چاہتے ہوں گے کہ "تو پھر تثلیث فی التوحید کیا ہے"؟ مجھے معلوم ہے کہ آپ نے سُن رکھا ہے کہ مسیحی تین خداؤں کو مانتے ہیں یعنی خدا، حضرت عیسیٰ مسیح اور اُن کی ماں مریم، اِسی کو تثلیث کہتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بیان کیا ہے کہ اگر کوئی خدا کے ساتھ کسی مخلوق کی بھی پرستش کرے تو وہ سخت غلطی پر ہے۔ گو حضرت عیسیٰ مسیح کی والدہ مریم ایک مُقدس ہستی تھیں مگر ہم انہیں وہ مقام نہیں دے سکتے جو خدا کا ہے۔ یہ درست ہے کہ ہم مسیحی یسوع مسیح کی پرستش کرتے

ہیں مگر ہم اُن کی پرستش اِس لئے نہیں کرتے کہ وہ نبی تھے، بلکہ صرف اِسلئے کہ وہ ازل سے خدا کا "کلام" اور ازل سے ہی ابنِ خدا ہیں اور وہ خُدا کے ساتھ ایک ہیں۔ وہ محض ایک مخلوق نہیں ہیں جسے ہم نے زِندہ خُدا کے ساتھ لا کھڑا کیا ہے، بلکہ وہ ازل سے خدا کے ساتھ ہیں۔ وہ اِس دنیا کو بچانے کے لئے انسان بنے تاکہ آدمیوں کا خدا کے ساتھ میل ملاپ کرائیں۔ چنانچہ وہ پرستش کے حقدار ہیں کیونکہ وہ خدا ہیں۔

ہم نے یہ بھی بیان کیا کہ پاک رُوح بھی خدا کی تخلیق نہیں ہے۔ وہ بھی خدا کے ساتھ ہے اور خدا ہے۔ وہ بھی انسان کے لئے خُدا کے سے کام کرتا ہے، لہٰذا وہ بھی پرستش کا حقدار ہے۔

ہمارا اِس سے کیا مطلب ہے؟ کیا تین خُدا ہیں یعنی خُدا، بیٹا اور پاک رُوح؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ خُدا ایک ہے اور ہمیشہ ایک رہے گا۔ تو بھی ازل سے اُس کی الٰہی ذات میں کثرت ہے اور وُہ کثرت باپ، بیٹے اور رُوحُ القُدس پر مشتمل ہے۔ باپ الوہیت کا منبع ہے، جسے اِنسانی آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا۔ بیٹا جو مجسم ہوا، اُس نے باپ کو مکمل طور پر اِنسان پر ظاہر کیا۔ رُوحِ پاک کو باپ اور بیٹے نے اِس لئے دیا تاکہ وہ آدمیوں میں الٰہی مقصد کو پورا کرے۔ لہٰذا میرے دوست یقین جانئے کہ مسیحی ایک ہی خُدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہی ایک خُدا باپ، بیٹا اور رُوحُ القُدس ہے۔ مسیح نے بھی تثلیث فی التوحید کی تصدیق کی جبکہ اُنہوں نے اپنے رسُولوں کو حکم دیا کہ "تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور اُن کو باپ اور بیٹے اور رُوحُ القُدس کے نام سے (ناموں سے نہیں!) بپتسمہ دو" (متی ۲۸ : ۱۹)۔ مَیں بعد میں بیان کروں گا کہ بپتسمہ کیا ہے۔

کلیسیا کیا ہے؟

کلیسیا سے مراد مسیح پر ایمان رکھنے والی مقامی جماعتیں ہیں۔ اِسے تمام دنیا کے ایمانداروں کے لئے بھی اِستعمال کیا جاتا ہے، خواہ وہ زِندہ ہیں یا مسیح کے پاس آسمان میں ہیں۔

پُرانے وقتوں میں خدا نے بنی اسرائیل کو اپنی خاص اُمت ہونے کیلئے چُنا۔ اُس نے انہیں موسیٰ نبی کی معرفت شریعت دی۔ اُس نے اُنہیں ملکِ فلسطین میں بسایا اور انہیں تعلیم دینے کے لئے اور آنے والے مسیح کے بارے میں بتانے کے لئے انبیاء بھیجے۔ جب مسیح وقتِ مقررہ پر اسرائیلیوں کے پاس آئے تو اُن میں سے کچھ لوگوں نے اُن کا یقین کیا، لیکن زیادہ تر لوگ ایمان نہ لائے۔ پھر خُدا نے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے اپنے لئے ایک نئی قوم تیار کی جو کلیسیا کہلاتی ہے۔ پہلے صرف اسرائیلی ہی خُدا کی اُمت تھے مگر اب دنیا کے ہر قبیلہ اور ہر قوم سے جو لوگ بھی مسیح پر ایمان لاتے ہیں وہ خدا کی اِس نئی اُمت میں شریک ہو جاتے ہیں۔ یہودی مذہب میں شامل ہونے کا نشان ختنہ ہے جو کہ خدا نے حضرت ابراہیم اور اُس کی اولاد کے لئے مقرر کیا تھا۔ لیکن خدا کی نئی اُمت یعنی مسیحی کلیسیائیں شامل ہونے کا نشان بپتسمہ ہے اور اب اُن کے لئے ختنہ مذہبی رسم و پابندی نہ رہا۔ بپتسمہ مسیح کے حکم کے مطابق اُن لوگوں کو دیا جاتا ہے جو اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور حضرت عیسیٰ مسیح پر ایمان لاتے ہیں۔ کچھ کلیسیاؤں میں مسیحی والدین کے بچوں کو بھی بپتسمہ دینے کا رواج ہے۔ بپتسمہ بذاتِ خود نجات کا باعث نہیں ہوتا۔ گنہگار صرف مسیح یسوع پر ایمان لانے کے باعث ہی

بچتے ہیں۔ بعض کلیساؤں میں بپتسمہ دیتے وقت بپتسمہ لینے والے کے سر پر پانی چھڑکتے یا انڈیلتے ہیں اور بعض کلیساؤں میں پانی میں غوطہ دیتے ہیں۔ بپتسمہ صرف ایک ہی دفعہ دیا جاتا ہے۔

نئے عہد نامہ میں کلیسیا کو مسیح کا بدن کہا گیا ہے۔ مسیح کلیسیا کا سر ہے اور باقی تمام شرکائے کلیسیا خواہ اُن کا رنگ زبان یا نسل کوئی کیوں نہ ہو اُس کے بدن کے اعضا ہیں۔ لہٰذا جیسے مسیح ایک ہیں ویسے ہی کلیسیا بھی ایک ہی ہے۔ کلیسیا پاک ہے کیونکہ وہ پاک خدا کی کلیسیا ہے۔ تو بھی اگر ہم کلیسیا کی موجودہ دنیاوی حالت پر غور کریں، تو وہ ہمیں بٹی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ اور ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض اوقات اُس میں بہت بُرائی بھی پائی جاتی ہے۔ یہ کیوں ہے؟ اِس کی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اِس وقت کلیسیا میں ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جن کو درحقیقت نئی پیدائش کا تجربہ نہیں ہے لہٰذا وہ مسیحی ہی نہیں ہیں۔ بائبل مُقدس بیان کرتی ہے کہ "جس میں مسیح کا رُوح نہیں وہ اُس کا نہیں" (رومیوں ۸:۹)۔ پھر کلیسیا کے تمام شرکاء بیماروں کی مانند ہیں جو کہ ہسپتال میں علاج کیلئے آتے ہیں۔ انہوں نے اپنے آپکو اس حکیم الحکما حضرت عیسیٰ مسیح کے ہاتھوں میں سونپ دیا ہے اور وہ اُن کی گناہ کی بیماری کو بتدریج شفا دے رہے ہیں۔ لیکن جب تک ہم اس جہان میں ہیں کوئی مسیحی بھی مکمل طور پر گناہ کے اثر سے شفا نہیں پا سکتا، اِس لئے ضرورت اِس بات کی ہے کہ ہم متواتر گناہوں سے توبہ کریں اور معافی حاصل کریں۔ تمام لوگ گنہگار ہیں۔ مگر حقیقی مسیحی اپنے آپ کو اُس حکیم کے سپرد کر دیتے ہیں جسے خُدا نے بھیجا اور اُس کی دوائی اِستعمال کرنے اور اُس کی ہدایت پر عمل کرتے ہیں۔

اگرچہ تمام حقیقی مسیحی، مسیح میں ایک ہیں، تو بھی جیسا کہ آپ جانتے ہونگے، مسیحیوں میں بہت سے فرقے ہیں۔ کچھ رومن کاتھولک ہیں تو کچھ پروٹسٹنٹ ہیں۔ اِن کے علاوہ بھی کچھ اور فرقے ہیں۔ پروٹسٹنٹ فرقے کی بھی کئی شاخیں ہیں۔ لیکن اِن تمام فرقوں کی کتابِ مُقدس ایک ہی ہے۔ وہ سب اِس پر ایمان رکھتے ہیں کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں، وہ صلیب پر مُوئے، اور پھر جی اُٹھے اور صرف وہی نجات دہندہ ہیں۔ گو وہ بہت سی باتوں میں اختلاف رکھتے ہیں اور اُن میں سے چند اہم بھی ہیں، لیکن پھر بھی زیادہ تر مسیحی ایک دوسرے کے نزدیک آنے اور جس طرح مسیح چاہتے ہیں، محبت اور ایمان میں ایک ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔

کلیسیا کا مقصد کیا ہے؟ اِس کا مقصد یہ ہے کہ اُس کے شرکاء خدا کی پہچان، ایمان اور محبّت میں ترقی کریں تاکہ وہ خُدا پاک کے حقیقی فرزند ٹھہریں۔ ہر ایماندار کا فرض ہے کہ وُہ مسیح کا حکم مانتے ہوئے بپتسمہ لے اور کسی کلیسیا کا ممبر بن جائے۔ ہر ایماندار کو دوسرے ایمانداروں کی ضرورت ہوتی ہے جیسا کہ بدن کے ہر عضو کو دوسرے اعضا کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک مسیحی کو کلیسیا میں دوسرے مسیحیوں کی رفاقت سے الگ نہیں رہنا چاہیئے۔

کلیسیا کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ وہ مسیح کی خدمت کو اِس جہان میں جاری رکھے۔ جب مسیح زمین پر تھے تو وہ لوگوں کو خُدا کا کلام سناتے، انہیں شفا دیتے، دُکھیوں کو تسلی دیتے اور گنہگاروں کو نجات دیتے تھے۔ جب وہ آسمان پر جانے لگے تو اُنہوں نے شاگردوں کو حکم دیا کہ وہ بھی دنیا میں اس خوشخبری کی منادی کریں۔ دُنیا کے ہر خطہ میں ہر مسیحی کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے نجات کا پیغام پیش کرے۔ مسیحیوں کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ مسیح کی محبّت کو

بلا امتیاز مذہب و نسل، بیماروں کو شفا دینے تعلیم کو پھیلانے، بھوکوں کو کھانا کھلانے اور لوگوں کو گناہ کی غلامی سے رہا کرانے سے ظاہر کریں۔ مسیح نے اپنی ساری زندگی عوام کی خدمت میں صرف کی اور شرکائے کلیسیا کو بھی اُنکی مثال کی پیروی کرنی چاہیئے۔

جس طرح ہر گلہ کو گلہ بان کی ضرورت ہوتی ہے، اُسی طرح ایمانداروں کو بھی لیڈروں کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ کلیسیا کی راہنمائی و حوصلہ افزائی کریں اور جب کبھی ضرورت ہو تو اُن کو جو بھٹک گئے ہیں تنبیہ بھی کریں۔ خدا نے شروع ہی سے ایسے لوگ کلیسیا کو دیئے ہیں تاکہ وہ اُس کے بچوّں کی نگہداشت کریں۔ شروع ہی میں مسیح نے بارہ۱۲ آدمیوں کو رسول مقرر کیا تاکہ وہ اُنکا پیغام دنیا کے سامنے پیش کریں اور کلیسیا کو قائم کریں۔ پھر جیسا کہ ہم نئے عہد نامہ میں پڑھتے ہیں، خُدا نے کچھ لوگوں کو کلیسیا میں پاسبان، معلّم، مبشّر، خادم اور نگہبان مقرر کیا۔ یہ تمام رُوحانی خادم آج بھی کلیسیا میں پائے جاتے ہیں۔ صرف مسیح ہی کلیسیا کا سر ہے اور باقی تمام اُن کے اور اُن کی کلیسیا کے خادم ہیں۔

مذہبی فرائض اور ذمہ داریاں

چونکہ مسیحی عبادت اور دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کی عبادت میں فرق ہے اس لئے بعض اوقات غلطی سے یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ مسیحیوں کی کوئی مذہبی ذمہ داریاں نہیں ہیں۔ تو بھی میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ مسیحیوں کی عبادت کا مقصد نجات اور گناہوں سے مُعافی حاصل کرنا نہیں ہے۔ ہم نجات اپنے اعمال سے نہیں خرید سکتے۔ بلکہ جب ہم مسیح پر ایمان لاتے ہیں تو خدا ہمیں نجات بخشش کے طور پر دیتا ہے۔ یہ بالکل مُفت ہے۔ چنانچہ ہم

عبادت اِس لئے کرتے ہیں تاکہ خُدا کی نجات کے لئے جو اُس نے ہمیں دی، اپنی شکرگذاری اور محبت کا اظہار کریں۔ مَیں یہاں مسیحی پرستش کے بارے میں مختصر طور پر بیان کرنا چاہتا ہوں۔

۱۔ دُعا۔ مسیح نے اپنے پیروکاروں کو کوئی خاص دُعا عبرانی یا یونانی زبان میں نہیں سکھائی کہ وہ ایک خاص وقت اور خاص سمت کی طرف منہ کر کے ادا کریں۔ بلکہ انہوں نے یہ کہا کہ جس طرح ایک بچّہ اپنے باپ کے پاس اپنی مرضی سے بلا امتیاز وقت و جگہ آتا اور اپنی مادری زبان میں اِس سے بات کرتا ہے، اُسی طرح وہ بھی خُدا سے دُعا مانگیں۔

گو دُعا کا کوئی خاص قاعدہ بیان نہیں کیا گیا ہَے مگر یہ ضروری ہے کہ دُعا میں سنجیدگی اختیار کی جائے اور پُورے دِل سے مانگی جائے (متّی ۶: ۵-۱۵؛ یوحنّا ۴: ۲۳-۲۴)۔ مسیحی دوسرے مسیحیوں کے ساتھ مل کر گرجے میں دُعا مانگتے ہیں، وہ اپنے گھروں میں اپنے خاندان کے ساتھ دُعا مانگتے ہیں اور جب وہ اپنے روزہ مرّہ کا کام کاج کرتے ہیں تو اُس وقت بھی وہ اپنے اپنے دِلوں میں دُعا مانگ سکتے ہیں۔ اکثر سچے مسیحی ہر روز تھوڑی دیر کے لئے الگ تھلگ بیٹھ کر کتابِ مُقدس سے چند آیات پڑھ کر اُن پر غور کرتے ہیں اور پھر دُعا مانگتے ہیں۔ اپنی دُعاؤں میں وہ خدا کی برکتوں کا شکر کرتے، اپنے گناہوں کا اقرار کرتے، معافی مانگتے، بیماروں کی صحت اور غیر نجات یافتہ کی نجات کے لئے درخواست کرتے ہیں۔ سچا مسیحی اپنی گورنمنٹ کے تابع ہے۔ لہٰذا وہ اپنے حاکموں اور دنیا میں امن و امان کے لئے بھی دعا کرتے ہیں۔ مسیح نے کہا کہ ہمیں ہر وقت دُعا مانگتے رہنا چاہیئے (لوقا ۱۸: ۱)۔

چونکہ حضرت عیسیٰ مسیح اتوار کے دِن زندہ ہوئے تھے اِس لئے ہر اتوار

مسیحیوں کے لئے مُقدّس دِن ہے۔ اتوار کے دِن گرجاؤں میں عبادتیں ہوتی ہیں۔ لیکن ہفتے کے دیگر دنوں میں بھی عبادتیں منعقد ہوتی ہیں۔ کلیسیائی عبادت میں بائبل مُقدّس کی تلاوت کی جاتی ہے، مُقدس گیت گائے جاتے ہیں اور پاسبان وعظ کرتے ہیں۔ اگر آپ مسیحی عبادت میں شریک ہونا چاہتے ہیں تو شاید اِس سلسلہ میں آپکا کوئی مسیحی دوست آپ کی مدد کر سکتا ہے۔

۲۔ روزہ :۔ حضرت عیسیٰ مسیح نے اپنے پیروکاروں کے لئے روزہ کا کوئی خاص وقت یا دن مقرر نہیں کیا ہے۔ چنانچہ روزہ رکھنا یا نہ رکھنا مسیحیوں کی اپنی مرضی پر منحصر ہے۔ پھر بھی حضرت یسوعؔ مسیح نے فرمایا کہ جب وہ روزہ رکھیں تو اِس کا مقصد صرف خدا کی خوشنودی حاصل کرنا ہو نہ کہ دوسروں کی نظروں میں ریاکاری سے پرہیزگار بننا (متّی ۶ : ۱۶-۱۸)۔ بعض مسیحی جمعہ کے دِن گوشت نہیں کھاتے، کیونکہ اِس دن مسیح مصلوب ہوئے تھے۔ کچھ لوگ ایسٹر سے چالیس دِن پہلے، جسے وہ "لِنٹ" کہتے ہیں، بعض کھانوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ لیکن یہ بائبل مُقدّس کے احکام نہیں ہیں۔ بائبل مُقدس کا البتہ یہ حکم ہے کہ ہم بُری باتوں اور بُرے کاموں سے پرہیز کریں۔

میں یہاں مسیح کی اِس تعلیم کو بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہر قسم کے کھانے پاک اور حلال ہیں۔ چنانچہ اُنہوں نے فرمایا کہ جو کچھ مُنہ کے اندر جاتا ہے وہ اِنسان کو ناپاک نہیں کرتا، بلکہ جو کچھ دِل سے نکلتا ہے وہی اِنسان کو ناپاک کرتا ہے۔ مثلاً حرامکاریاں، چوریاں، خونریزیاں، زناکاریاں، لالچ، بدیاں، مکر، شہوت پرستی، بدنظری، بدگوئی، شیخی، وغیرہ (مرقس ۷ : ۱۸-۲۳)۔

۳۔ سخاوت :۔ مسیح نے آمدنی کا کوئی خاص حصّہ مقرر نہیں کیا ہے جو کہ خُدا کی خدمت اور غریبوں کے لئے الگ رکھا جائے۔ تو بھی اُنہوں نے سکھایا

کہ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے وہ خدا کا ہے اِس لئے اُسے خدا کی مرضی کے مطابق اِستعمال کیا جائے، خواہ اُس کی مقدار کم ہو یا زیادہ۔ چنانچہ مسیحی اپنے مال و دولت کو خدا کی طرف سے امانت سمجھتے ہیں۔ خدا کے سامنے اپنی شکرگذاری کا وہ یُوں اظہار کرتے ہیں کہ وہ کلیسیائی انتظام، اپنے پاسبان کی مدد، غریبوں، محتاجوں اور بیماروں کی مدد اور خدا کے کلام کی خوشخبری پھیلانے کیلئے اپنی خوشی سے دیتے ہیں۔ مسیح نے فرمایا کہ اُس کے پیروکار خدا کو خُوش کرنے کیلئے دِل کھول کر دیں، نہ کہ آدمیوں کے سامنے اپنی بڑائی کے لئے (متّی ۶ : ۱-۴)۔ بہت سے مسیحی اپنی آمدنی کا دسواں حِصّہ خُدا کے حضور پیش کرتے ہیں۔

۴۔ مُقدّس مقاموں کی زیارت :۔ مسیح نے مُقدس مقاموں کی زیارت کا حکم نہیں دیا، کیونکہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور اگر کوئی اُس کی پرستش کرنا چاہے تو ہر جگہ کر سکتا ہے۔ بعض مسیحی فلسطین کی زیارت کرتے ہیں جہاں مسیح نے قیام فرمایا تھا۔ مگر اُن کی یہ زیارت مذہبی فریضہ نہیں ہے۔ مسیح کی قبر کی زیارت ناممکن ہے کیونکہ وہ خالی ہے اور مسیح زِندہ ہیں۔

۵۔ تہوار :۔ حضرت عیسیٰ مسیح نے اپنے شاگردوں کو کوئی ایسا حکم نہیں دیا کہ وہ کسی خاص دِن کو بطور تہوار منائیں۔ لیکن مسیحی عام طور پر سال میں تین خاص تہوار مناتے ہیں۔ ایک بڑے دِن کا تہوار ہے جو کہ مسیح کا یومِ پیدائش ہے۔ اکثر مسیحی ۲۵ر دسمبر کو بڑا دِن مناتے ہیں مگر کچھ ایسے بھی ہیں جو ۶ر جنوری کو مناتے ہیں۔

دوسرا تہوار ایسٹر ہے۔ اِس دن مسیحی اپنے آقا کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی خوشی مناتے ہیں۔ ایسٹر کی تاریخ جو کہ پُورے چاند پر آ کر پڑتی

ہے ہر سال مختلف ہوتی ہے۔ لیکن ہر سال مارچ یا اپریل میں منایا جاتا ہے۔
تیسرا تہوار عیدِ پنتکُست کہلاتا ہے۔ اُس دن شاگردوں پر پاک رُوح کے نازل ہونے کی یاد میں خوشی منائی جاتی ہے اور یہ مسیح کے جی اُٹھنے کے سات ہفتے بعد مناتے ہیں۔ نیا سال مسیحی تہوار نہیں ہے بلکہ دنیاوی و سماجی ہے۔

۶۔ **پاک رسومات**:۔ مسیح نے اپنی کلیسیا میں دو پاک رسمیں مقرر کیں۔ پہلی بپتسمہ ہے۔ اِس کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔ یہ کلیسیا میں شریک ہونے کی رسم ہے۔ دوسری پاک عشائے۔ اِسے اکثر عشائے ربانی بھی کہا جاتا ہے۔ مصلوب ہونے سے ایک رات پہلے حضرت عیسیٰ مسیح نے اپنے حواریوں کو روٹی دی اور کہا "لو کھاؤ یہ میرا بدن ہے"۔ پھر اُنہوں نے انگور کا شیرہ لیا اور کہا "تم سب اِس میں سے پیو کیونکہ یہ میرا وہ عہد کا خُون ہے، جو بہتیروں کے لئے گناہوں کی مُعافی کے واسطے بہایا جاتا ہے" (متی ۲۶: ۲۶، ۲۷)۔ اُنہوں نے اپنے حواریوں کو حکم دیا کہ وہ اُن کی یادگاری میں ایسا ہی کیا کریں۔ دنیا کی اکثر کلیسیاؤں میں اس حکم کی پابندی کی جاتی ہے۔ اِس موقع پر مسیحی اپنے عبادت خانوں میں جمع ہوتے ہیں اور روٹی کا چھوٹا سا ٹکڑا کھاتے اور ایک گھونٹ انگور کا شیرہ پیتے ہیں۔ اِس طرح وہ مسیح کی موت کی جو اُنہوں نے اُن کے لئے سہی تھی یاد تازہ کرتے ہیں۔ مسیح نے تشبیہاً روٹی کو "اپنا بدن" اور انگور کے شیرہ کو "اپنا خُون" کہا تھا۔ مسیحیوں کو اِس پاک رسم کی ادائیگی سے بڑی برکت ملتی ہے (۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۲۳-۳۰)۔

۷۔ **شادی**:۔ حضرت عیسیٰ مسیح کے حکم کے مطابق ایک آدمی ایک وقت میں صرف ایک عورت سے شادی کر سکتا ہے۔ اور جب تک وہ زندہ رہیں

وہ ایک دوسرے کے وفادار رہیں اور ایک دُوسرے سے محبت رکھیں۔ چنانچہ مسیح نے فرمایا "جسے خُدا نے جوڑا ہے اُسے آدمی جُدا نہ کرے"۔ لہٰذا حرامکاری کے سوا اور کسی بات پر طلاق دینا ممنوع ہے (متی ۵: ۳۱-۳۲، مرقس ۱۰: ۲-۱۲)۔ انجیلِ مُقدّس میں یہ بھی مرقوم ہے کہ میاں بیوی کے درمیان ایسی محبّت ہونی چاہیئے جیسی کہ مسیح اور اُس کی کلیسیا میں ہوتی ہے (افسیوں ۵: ۲۱-۳۳)۔

عیسائیت کی اخلاقی تعلیم کیا ہے؟

پُرانے عہدنامے میں خُدا نے اپنی قوم اسرائیل کو بہت سے احکام دیئے۔ "دس احکام" جو خروج کی کتاب کے باب ۲۰ میں مرقوم ہیں، اُن میں خُدا انسان کو اپنے والدین کی عزّت کرنے کے لئے کہتا ہے اور قتل، زناکاری، چوری، جھوٹ بولنے اور دوسروں کی چیزوں کا لالچ کرنے سے منع کرتا ہے۔ اُس نے بہت سے دیگر اخلاقی احکام بھی دیئے۔ مثلاً اُن میں سے ایک مشہور حکم یہ ہے "اپنے ہمسایہ سے اپنی مانند محبّت کرنا" (احبار ۱۹: ۱۸)۔ مسیح نے اِن احکام کو منسوخ نہیں کیا بلکہ ان کی تشریح کر کے انکو کامل کیا ہے۔
مثلاً مسیح نے کہا کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصّے ہوگا وہ قاتل کے برابر ہے اور جو کسی غیر عورت پر بُری نظر ڈالے وُہ زِنا کرتا ہے۔ پُرانے عہدنامہ میں تو بُرے عمل کی مذمت کی گئی ہے لیکن مسیح نے، جو بُرائی دِل میں پیدا ہوتی ہے اُس کی مذمّت کی ہے۔ اُنہوں نے حق بات کہنے کی تلقین کی اور قسم کھانے سے منع کیا اور کہا کہ ایک اِنسان کے اپنے الفاظ قسم کی مانند سچے ہونے چاہئیں۔ اُنہوں نے اپنے پیروکاروں کو نہ صرف ایک دوسرے سے

بلکہ اپنے دشمنوں سے بھی محبّت رکھنے اور اپنے ستانے والوں کے لئے دُعا مانگنے کو کہا۔ اُنہوں نے شراب نوشی اور ہر قسم کی بداخلاقی سے منع کیا اور کہا کہ خُدا کے فرزندوں کو اپنے آسمانی باپ کی طرح کامل ہونا چاہیئے۔ دُنیا کا کوئی بھی اخلاقی معیار اِس سے بلند نہیں ہو سکتا (متّی ۵ : ۱۷-۴۸)۔

مسیح نے ہمیں ایک اُصولِ زندگی بھی دیا جو کہ ہر زمانہ میں اور دُنیا کے ہر خطّہ میں یکساں مفید ہے۔ "جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں، وُہی تم بھی اُن کے ساتھ کرو۔ کیونکہ توریت اور نبیوں کی تعلیم یہی ہے" (متّی ۷ : ۱۲)۔ چونکہ اِس قانون کا اثر بہت گہرا ہے اِس لئے اِسے اکثر "سنہرا اصول" کہا جاتا ہے۔ یہ کامل اصول محض برائی کرنے سے ہی نہیں روکتا بلکہ جو کچھ ہم چاہتے ہیں کہ لوگ ہمارے ساتھ کریں، یہ وہی کچھ دوسروں کے لئے کرنے کو ہمیں کہتا ہے۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ اِنجیلِ مُقدّس میں لباس و خوراک کے متعلق تفصیلی احکام بیان نہیں کئے گئے ہیں کیونکہ یہ زمانہ کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ انجیلی قوانین و اصول کا اطلاق ہر موقع پر ہو سکتا ہے، لہٰذا وہ منسوخ نہیں ہونے کے۔

حضرت عیسیٰ مسیح کی تمام اخلاقی تعلیم کا خلاصہ ہم ایک لفظ سے ظاہر کر سکتے ہیں یعنی "محبّت"۔ مسیح کی محبّت کامل تھی اور اُنہوں نے اپنے پیروکاروں کو بھی دوسروں سے محبّت رکھنے کا حکم دیا (یوحنا ۱۵ : ۱۲)۔ ہم مسیحی اِس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ مسیح کی سی محبّت ہم اپنے آپ میں نہیں رکھتے لیکن اگر ہم مسیح کی محبّت کو جو اُنہوں نے ہمارے ساتھ رکھی اور اُس موت کو جو اُنہوں نے ہمارے لئے سہی، یاد کریں گے، تو پھر ہی ہم دوسروں سے مسیح کی سی محبّت رکھ سکیں گے (۱-یوحنا ۴ : ۱۹)۔ مسیح کا رُوح محبّت کا

رُوح ہے اور جب وہ اپنا رُوح ہمارے دِلوں میں ڈال دیتا ہے تو پھر ہم تمام آدمیوں سے، یہاں تک کہ اپنے دشمنوں سے بھی محبّت رکھیں گے جیسے کہ انہوں نے بھی اپنے دشمنوں سے محبّت رکھی (رومیوں ۵ : ۵ ؛ ۱۲ : ۱۷-۲۱)۔ یہ محبّت صرف ہمارے دلوں تک ہی محدود نہ رہے بلکہ اِسے عملی صورت میں بھی ظاہر ہونا چاہیئے۔ یوحنّا رسول بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی اپنے بھائی کی مدد کرنے کے قابل ہے اور نہیں کرتا تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ اُس میں خدا کی محبّت نہیں ہے۔

پولسؔ رسول نے اِس الٰہی محبّت کی تعریف بڑے خوبصورت پیرائے میں کی۔ مَیں یہاں اس کا کچھ حصّہ پیش کرتا ہُوں :-

"اگر مجھے نبوّت ملے اور سب بھیدوں اور کُل علم کی واقفیت ہو اور میرا ایمان یہاں تک کامل ہو کہ پہاڑوں کو ہٹا دُوں اور محبّت نہ رکھوں تو مَیں کچھ بھی نہیں اور اگر اپنا سارا مال غریبوں کو کھلا دُوں . . . اور محبت نہ رکھوں تو مجھے کچھ بھی فائدہ نہیں۔

محبّت صابر ہے اور مہربان۔ محبّت حسد نہیں کرتی۔ محبّت شیخی نہیں مارتی اور پھُولتی نہیں۔ نازیبا کام نہیں کرتی۔ اپنی بہتری نہیں چاہتی۔ جھنجھلاتی نہیں۔ بدگمانی نہیں کرتی۔ بدکاری سے خوش نہیں ہوتی بلکہ راستی سے خوش ہوتی ہے۔ سب کچھ سہہ لیتی ہے۔ سب کچھ یقین کرتی ہے۔ سب باتوں کی اُمید رکھتی ہے۔ سب باتوں کی برداشت کرتی ہے۔ محبّت کو زوال نہیں . . . غرض ایمان اُمید محبّت یہ تینوں دائمی ہیں مگر افضل اِن میں محبّت ہے۔

(انجیلِ مُقدّس ۱-کرنتھیوں باب ۱۳)

لوگوں کیلئے حضرت عیسیٰ مسیح کا پیار صرف الفاظ تک ہی محدود نہ تھا بلکہ اُنہوں نے اپنے پیار کا اظہار بیماروں کو شفا دینے، بھوکوں کو کھانا کھلانے اور گنہگاروں کو بچانے کیلئے اپنی جان دینے سے کیا۔ یہی وہ پیار ہے جو مسیحیوں کو مجبور کرتا ہے کہ وہ بیماروں کیلئے شفاخانے، بچوں کیلئے یتیم خانے اور سکول قائم کریں اور ایسے ہی رفاعِ عام کے دیگر کام بلا امتیاز مذہب و ملت کریں۔ مسیح چاہتے تھے کہ انکے شاگردوں کی پہچان محبت کے نشان سے ہو (یوحنا ۱۳ : ۳۵)۔ گو ہم مسیحیوں کو بڑی ندامت سے یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اکثر ہماری محبت نامکمل ہوتی ہے، تو بھی ہر سچا مسیحی دوسروں سے ویسی ہی محبت رکھنا چاہتا ہے جیسے کہ مسیح نے اُس سے محبت رکھی۔

آئندہ واقعات کے بارے میں ایمان

مَیں نے اِس طویل خط کے شروع میں بیان کیا ہے کہ مسیحی قادرِ مطلق خُدا پر ایمان رکھتے ہیں جس نے اِس جہان کو کسی مقصد کیلئے پیدا کیا ہے اور بالآخر اسکا وہ مقصد پُورا ہو کر رہیگا۔ جب انسان نے خدا کے خلاف بغاوت کی اور گنہگار ہو گیا تو خدا نے اِس دنیا کو بچانے کے لئے اپنا بیٹا بھیجا (یُوحنّا ۳ : ۱۶-۱۹)۔ وہ لوگ جو اُنہیں قبول کر کے اُن پر ایمان لاتے ہیں بچ جاتے ہیں، لیکن جو انہیں رد کرتے ہیں، ہلاکت کی سزا پائیں گے۔ بالآخر خدا اپنے دشمنوں کو زیر کرے گا اور اپنی بادشاہت قائم کرے گا جس میں بدی کا شائبہ تک نہ ہوگا۔

بائبل مُقدّس میں آئندہ واقعات کے بارے میں بہت سی پیشین گوئیاں ہیں، لیکن خدا نے ہمارے سامنے ہر چیز کو کھول کر بیان کرنا مناسب نہیں

سمجھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسیحی اِن پیشین گوئیوں کی مختلف تفسیریں کرتے ہیں۔ میں یہاں چند واقعات کا بیان کروں گا جن سے بیشتر مسیحی اتفاق کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت عیسیٰ مسیح کی آمد ثانی: صعود فرمانے سے پہلے مسیح نے متعدد بار اپنے حواریوں کی یقین دہانی کرائی تھی کہ وُہ دوبارہ آئیں گے۔ چنانچہ مسیحی ابھی تک اُن کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں۔ اُن کی پہلی آمد انسانوں کی نجات کیلئے تھی لیکن اُنکی دوسری آمد آدمیوں کی عدالت کیلئے اور خدا کی بادشاہت کو پُوری طرح قائم کرنے کیلئے ہو گی۔ ایک دفعہ جبکہ شاگردوں نے حضرت عیسیٰ مسیح سے پُوچھا کہ وہ کب اِس دنیا میں واپس آئینگے تو اُنہوں نے جواب دیا کہ یہ صرف خدا کو معلوم ہے۔ لیکن انہوں نے اِس بات پر زور دیا کہ وُہ ہر وقت تیار رہیں گے کیونکہ جب لوگوں کو اُمید بھی نہ ہو گی وہ اچانک آموجود ہونگے۔ اُنہوں نے کہا وُہ اپنے فرشتوں کے ساتھ بڑی شان و شوکت سے آئیں گے اور اُنکی آمد ایسے ہو گی جیسے کہ آسمان پر بجلی چمکتی ہے۔ اُنہوں نے اپنے پیروکاروں کو یہ بھی بتایا کہ بہت سے "مسیح" اور جھوٹے نبی آئیں گے اور لوگوں کو دھوکا دیں گے۔ ہمیں معلوم ہے کہ گذرے ۱۹۰۰ سالوں میں بہت سے ایسے جھُوٹے انسان اُٹھ کھڑے ہُوئے لیکن اکثر مسیحیوں نے اُن سے دھوکا نہیں کھایا، کیوں کہ مسیح نے فرمایا تھا کہ اگر کوئی تمہیں یہ کہے کہ "مسیح آگیا ہے اور فلاں جگہ ہے تو وہ آدمی جھوٹا مسیح ہے۔ اُس کا یقین نہ کرنا"۔ جب حقیقی مسیح آسمان سے آئیں گے تو تمام دُنیا فوراً جان جائے گی اور کسی کو یہ بتانے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔

جب حضرت عیسیٰ مسیح آسمان پر اُٹھائے جا رہے تھے تو فرشتوں نے اُن آدمیوں کو جو انہیں اُوپر جاتے دیکھ رہے تھے کہا کہ "یہی یسوع جو تمہارے

پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا ہے، اسی طرح پھر آئیگا جس طرح تم نے اُسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے" (اعمال ۱ : ۱۱)۔ چنانچہ وہ پہلے کی طرح عورت سے پیدا نہیں ہوں گے اور نہ ہی مریں گے۔ بائبل مُقدس میں مرقوم ہے کہ "مسیح جب مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے تو پھر نہیں مرنے کا۔ موت کا پھر اُس پر اختیار نہیں ہونے کا" (رومیوں ۶ : ۹)۔ اس آیت سے یہ صاف ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص مسیح ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے اور پھر مر کر دفن ہوتا ہے تو وہ مسیح نہیں ہو سکتا۔

جب مسیح زندہ ہوئے تو اُنکا جسم جلالی جسم بن گیا اور اُس پر موت کو اختیار نہ رہا۔ وہ فرشتوں کی طرح ظاہر اور غائب ہو جاتے تھے۔ اِس وقت وہ اپنے جلالی رُوحانی جسم کے ساتھ آسمان میں ہیں اور وہ پھر اِسی رُوحانی جسم میں آدمیوں پر ظاہر ہونگے۔ چونکہ چند مسیحیوں نے اُنکی آمدِ ثانی کی تاریخ اور جگہ مقرر کرنے کی غلطی کی اور وہ جھُوٹے ثابت ہوئے، اِس لئے ہمیں بھی اُس غلطی کا مرتکب نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمیں اِسطرح اپنی زِندگی بسر کرنی چاہیئے کہ جب وہ آئیں تو ہمیں تیار پائیں (متیؔ ابواب ۲۴، ۲۵)۔

۲۔ قیامت :۔ مسیح نے ایک دفعہ فرمایا کہ "وہ وقت آتا ہے کہ جتنے قبروں میں ہیں اُسکی (مسیح) آواز سُن کر نکلیں گے۔ جنہوں نے نیکی کی ہے زِندگی کی قیامت کے واسطے اور جنہوں نے بدی کی ہے سزا کی قیامت کے واسطے" (یوحنا ۵ : ۲۸-۲۹)۔ اِس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح خود مُردوں کو زِندہ کریں گے جیسے کہ اُنہوں نے چند ایک کو ملکِ فلسطین میں زندہ کیا تھا۔ جب مُردے زندہ ہونگے تو اُنکے جسم کِس قِسم کے ہونگے؟ اِس ضمن میں پولسؔ رسُول نے انجیلِ مُقدّس میں ایمانداروں کے جسم کو بیج سے تشبیہ دی۔ اُنکے جسم کا اُس بیج کا سا حال ہوگا

جو زمین میں پڑ کر مر جاتا ہے اور بعد میں اُگ کر ایک خوبصورت پھُول بن جاتا ہے (۱۔کرنتھیوں باب ۱۵)۔ مسیح نے سوال کرنے والوں کو بتایا کہ آئندہ جہان میں شادی بیاہ نہ ہوگا بلکہ ایماندار فرشتوں کی مانند ہونگے (متیؔ ۲۲ : ۳۰)۔

۳۔ آخری عدالت :۔ حضرت عیسیٰؑ مسیح نہ صرف مُردوں کو زِندہ کریں گے بلکہ وہ تمام جہان کی عدالت بھی کرینگے۔ انہوں نے فرمایا کہ تمام قومیں اُنکے سامنے جمع کی جائیں گی اور وہ نیکوکاروں کو بدکاروں سے جُدا کرینگے، جیسے کہ ایک گڈریا بھیڑوں کو بکریوں سے جُدا کرتا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے بیماروں اور ضرورت مندوں سے محبّت کی ہوگی وہ اُنہیں کہیں گے "آؤ میرے باپ کے مُبارک لوگو۔ جو بادشاہی بنائے عالم سے تمہارے لئے تیار کی گئی ہے اُسے میراث میں لو۔" اور وہ لوگ جنہوں نے پیار کا اظہار نہیں کیا، وہ اُنہیں کہینگے، "اَے ملعونو! میرے سامنے سے اُس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ جو ابلیس اور اُسکے فرشتوں کیلئے تیار کی گئی ہے۔" بدکار تو ابدی عذاب سہیں گے مگر راستباز اَبدی زِندگی میں داخل ہوں گے (متیؔ ۲۵ : ۳۱-۴۶)۔ ہاں ایک دن خدا اپنے بیٹے کی معرفت ہم سب کی عدالت کریگا، خواہ ہماری نسل یا مذہب کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ ایک دن ہم سب مسیح کے تختِ عدالت کے سامنے کھڑے ہونگے اور جو کچھ ہم نے اس جہان میں کیا ہے اُسکے مطابق ہماری عدالت ہوگی (یوحنّا ۵ : ۲۲؛ اعمال ۱۷ : ۳۱ ؛ ۲۔کرنتھیوں ۵ : ۱۰)۔

مُنصف عدل اور رحم سے عدالت کرے گا۔ کیا ایسے لوگ ہیں جنہیں اِس خوفناک عدالت کے دن ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے؟ ہاں ایسے لوگ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نجات دہندہ حضرت عیسیٰؑ مسیح پر ایمان لائے ہیں۔ چنانچہ مسیح نے فرمایا "میں تم سے سچ کہتا ہُوں کہ جو میرا کلام سُنتا اور

میرے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُسکی ہے اور اُس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا بلکہ وہ موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہوگیا" (یوحنا ۵ : ۲۴)۔ بے شک سچے مسیحی بھی بے گناہ نہیں ہیں لیکن خدا انہیں قبول کریگا کیونکہ وہ مسیح پر جو ان کی جگہ مؤا ایمان لائے ہیں۔ عدالت کے وقت ان مسیحیوں کو اُنکی وفاداری کے مطابق اجر ملیگا (متی ۲۵ : ۱۴–۳۰ ؛ ۱۔کرنتھیوں ۳ : ۱۲–۱۵)۔

اُن لوگوں کی کیا حالت ہوگی جو کہ خدا کے بیٹے پر ایمان لانے سے منکر ہوئے؟ انہیں سزا ملے گی۔ جس طرح مسیح نے کہا "جو اُس پر ایمان نہیں لاتا اُس پر سزا کا حکم ہو چکا۔ اِسلئے کہ وہ خدا کے اکلوتے بیٹے کے نام پر ایمان نہیں لایا۔ اور سزا کے حکم کا سبب یہ ہے کہ نُورِ دُنیا میں آیا ہے اور آدمیوں نے تاریکی کو نُور سے زیادہ پسند کیا، اِس لئے کہ اُن کے کام بُرے تھے" (یُوحنا ۳ : ۱۸–۱۹)۔ وُہ لوگ جو خُدا کے بیٹے کو ردّ کرتے ہیں، اُنہوں نے خُدا کو ردّ کر دیا ہے اور اِس سے بڑا اور کوئی گناہ نہیں ہے۔ میرے دوست، اب آپ نے محسوس کر لیا ہوگا کہ ہم مسیحی کیوں اِس بات کے نہایت مشتاق رہتے ہیں کہ تمام انسان خدا کے بیٹے پر ایمان لائیں، کیونکہ اگر وہ مسیح کو ردّ کر دیں گے تو خُدا بھی انہیں ردّ کر دے گا۔

۴۔ **جنت اور جہنم** :۔ جو کچھ بیان کیا جا چکا ہے اِس سے آپ آئندہ کے متعلق مسیحی عقیدے کے بارے میں کافی کچھ سمجھ گئے ہوں گے۔ وہ لوگ جنہیں مسیح نے قبول کر لیا ہے، وہ خدا کی حضوری میں داخل ہو جاتے ہیں تاکہ وہ اُن کی محبّت میں سدا مسرور رہیں۔ مسیح نے تمثیلی زبان میں فرمایا "میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں . . . اگر میں جا کر تمہارے لئے جگہ تیار کروں تو پھر آکر تمہیں اپنے ساتھ لے لوں گا تاکہ

جہاں مَیں ہُوں تم بھی ہو" (یُوحنا ۱۴ : ۲، ۳)۔

بائبل مُقدّس کے آخر میں یوحنا رسُول خدا کی حضُوری کے جلال کو یوں بیان کرتا ہے "پھر مَیں نے ایک نئے آسمان اور نئی زمین کو دیکھا . . . پھر مَیں نے تخت میں سے کسی کو (خداکو) بلند آواز سے یہ کہتے سُنا کہ دیکھ خُدا کا خیمہ آدمیوں کے درمیان ہے اور وُہ اُن کے ساتھ سکُونت کرے گا اور وہ اُس کے لوگ ہوں گے . . . . . وہ اُن کی آنکھوں کے سب آنسو پونچھ دے گا۔ اِس کے بعد نہ موت رہے گی اور نہ ماتم رہیگا۔ نہ آہ و نالہ نہ درد . . . . جو غالب آئے وہی اِن چیزوں کا وارث ہوگا اور مَیں اُس کا خُدا ہُوں گا اور وہ میرا بیٹا ہوگا" (مکاشفہ ۲۱ : ۱–۷)۔

یہ وہ جنّت ہے جو کہ خُدا نے اپنے فرزندوں کے لئے تیار کی ہے۔ یہ ہمارے اندازہ سے کہیں جلالی ہوگا، چنانچہ بائبل مُقدّس میں یُوں مرقوم ہے کہ "جو چیزیں نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سُنیں نہ آدمی کے دِل میں آئیں۔ وہ سب خُدا نے اپنے محبّت رکھنے والوں کے لئے تیار کر دیں" (۱۔کرنتھیوں ۲ : ۹)۔

لیکن ان لوگوں کا کیا حِصّہ ہوگا جو خدا کے نافرمان ہیں؟ خُدا نے فرمایا "مگر بزدلوں اور بے ایمانوں اور گھِنونے لوگوں اور خونیوں اور حرامکاروں اور جادوگروں اور بُت پرستوں اور سب جھوٹوں کا حِصّہ آگ اور گندھک سے جلنے والی جھیل میں ہوگا۔ یہ دُوسری مَوت ہے" (مکاشفہ ۲۱ : ۸)۔ دوزخ، نور اور خُدا کے پیار سے مکمل جُدائی کا نام ہے اور اُس کی ہولناکی زبان بیان کرنے سے قاصر ہے۔ کاش تمام لوگ اَبدی ہلاکت کی بجائے اَبدی زِندگی چُن لیں!

۵ - ایمانداروں کی موت :- کیا مسیح پر ایمان رکھنے والے موت سے ڈرتے ہیں ؟ نہیں، وہ ہرگز نہیں ڈرتے، کیوں کہ مسیح نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کے ساتھ فردوس میں ہوں گے (یوحنا ۱۴ : ۲)۔ جب پولس رسول نے محسوس کیا کہ ممکن ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے، تو انہوں نے لکھا "میرا جی تو یہ چاہتا ہے کہ کوچ کر کے مسیح کے پاس جا رہوں کیونکہ یہ بہت ہی بہتر ہے" (فلپیوں ۱ : ۲۳) - بعض اوقات لوگ یہ دیکھ کر حیران ہوتے ہیں کہ مسیحی اپنے عزیز و اقارب کے جنازے پر خوشی کے گیت گاتے ہیں - اِس کی وجہ یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ درحقیقت وہ مرے نہیں ہیں - وہ مسیح کے پاس چلے گئے ہیں - یہی وجہ ہے کہ گو ہم ان کی جدائی پر آنسو تو بہاتے ہیں، تو بھی خوشی مناتے ہیں -

نتیجہ

اب اے میرے دوست، مجھے اِتنے پر ہی اکتفا کرنا چاہیئے - مجھے اُمید ہے کہ مَیں نے آپ کے چند سوالات کا خاطر خواہ جواب دیا ہے - بے شک آپ کے دل میں ابھی اور سوالات بھی ہوں گے - مثلاً یہ کہ سائنس کی جدید معلومات کے پیشِ نظر کیا میرا بیان کردہ مسیحی ایمان درست ہے ؟ یقیناً یہ درست ہے، کیونکہ خُدا جو صداقت کا بانی ہے، خواہ وہ بائبل مُقدّس میں بیان کی گئی ہو یا فطرت میں، اِس میں اور حقیقی سائنس میں اختلاف نہیں ہو سکتا - موجودہ دور میں بعض چوٹی کے سائنس دان سچے مسیحی ہیں - جُوں جُوں سائنس اِس وسیع کائنات کے عجائبات کا کھوج لگاتی جاتی ہے تُوں تُوں ہم خدا کی قدرت، حکمت اور عظمت کو، جس نے اِس

کائنات کو پَیدا کیا اور قائم رکھتا ہے بہتر طور پر سمجھنے لگتے ہیں۔

یہ بھی ممکن ہے کہ آپ بعض لوگوں کی طرح اِس بات سے پریشان ہوں کہ کیوں خدا نے جنگ وجدل، بے انصافی اور برائی کو اِس جہان میں رہنے دیا ؟ بائبل مُقدّس اِس کا جواب یوں دیتی ہے کہ یہ تمام بُرائیاں گنہگار اِنسان کی خود پَیدا کردہ ہیں۔ پاک اور عادل خدا کا اِن سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ اس وقت بھی اِن کے باعث قوموں کی عدالت کرتا اور انہیں سزا دیتا ہے۔ اور جیسا کہ مَیں نے پہلے بیان کیا ہے خُدا بالآخر تمام لوگوں کی اُن کے کاموں کے مطابق عدالت کرے گا۔ تمام حالات خدا کے قابو میں ہیں۔ گو ہم اس بات کو نہیں سمجھ سکتے کہ کیوں خُدا نے برائی کو اِس جہاں میں رہنے دیا ہے مگر ہم ایک بات جانتے ہیں، کہ آخر کار خُدا شیطان کو دوزخ کی آگ میں ڈالے گا اور اپنی پاک اور ازلی بادشاہی قائم کرے گا۔

میرے عزیز دوست، میری دلی دُعا ہے کہ آپ بڑی سنجیدگی اور غور سے بائبل مُقدّس کا مُطالعہ کریں۔ نیز میں دُعا کرتا ہُوں کہ خدا بائبل مُقدّس کی تعلیم کو سمجھنے میں آپ کی راہنمائی فرمائے اور آپ دُنیا کے نجات دہندہ یعنی حضرت عیسیٰ مسیح پر ایمان لائیں اور خُدا کے فرزند بن جائیں۔ اِس کے بعد مجھے اُمید ہے کہ آپ جب تک اس زمین پر زندہ رہیں گے خدا اور اِنسان کی خدمت کرتے رہیں گے اور موت کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسیح کے ساتھ خُدا کے گھر میں سکونت کریں گے۔

آپ کا مخلص دوست

ملر غلام مسیح